زیر سرپرستی
پروفیسر ڈاکٹر
محمد مسعود
احمد مدظلہ العالی

سرکولیشن
محمد فرحان الدین قادری
سید محمد خالد قادری

مشاورت

علامہ شاہ تراب الحق قادری
الحاج شفیع محمد قادری
علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری
منظور حسین جیلانی
حاجی عبداللطیف قادری
ریاست رسول قادری
حاجی حنیف رضوی
کے . ایم . زاہد

تصحیح و ترتیب
محمد جمیل احمد قادری

کمپوزنگ
شیخ ذیشان احمد قادری

ھدیہ فی شمارہ =/15 روپیہ، سالانہ 150 روپیہ، بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ، لائف ممبر شپ -/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں

25 جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی (74400)، فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی سے شائع کیا)

آئینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بات

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

سنّتِ ابراھیمی پر عمل ایثار و قربانی کا متقاضی ھے

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تقویم اسلامی کا ماہِ آخر ذوالحجۃ المکرّمہ جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت وبرکت کی نوید لے کر آتا ہے وہیں رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر ہم سے ایثار وقربانی کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔ دیکھا جائے تو یہ مہینہ روضۂ رسول اکرم ﷺ کی زیارت اور حج بیت اللہ کے سفر کیلئے وسیلۂ ظفر بنتا ہے اور جدوجہد زندگانی میں رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر سنّت ابراہیمی کی پیروی کا درس دیتا ہے، سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ میں ایثار وقربانی اور جہادِ اکبر کا درس ہے، ہمارے آقا ومولا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس پر عمل کر کے دکھایا تو یہی ہمارے لئے رہتی دنیا تک ''اسوۂ حسنہ'' قرار پایا:

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ ''اب تمہارے لئے اسی اسوۂ حسنہ میں ہی زندگی کا بہترین نمونہ ہے''

اللہ تعالیٰ نے ذوالحجۃ المکرّم کی ۹رویں اور ۱۰رویں تاریخ کو ''ایام اللہ'' قرار دیکر اسے صبح قیامت تک کیلئے تمام انسانوں خصوصاً ایمان والوں کیلئے یادگار دن بنا دیا۔ ۹رذوالحجہ تکمیلِ نعمت کا دن ہے۔ خالق کائنات اللہ رب العزت نے اس دن تین نعمتوں کی تکمیل کا اعلان فرمایا:

اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ؕ (المائدۃ:۳/۵)

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا''

وہ تین نعمتیں یہ ہیں: (۱) نعمتِ عظمیٰ، سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ کو کمالِ نبوت پر پہنچایا؛ (۲) قرآن حکیم میں احکامات مکمل فرمائے؛ اور (۳) اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات بنا کر اسے دین پسند قرار دیا

پھر نویں ذوالحجہ کو ''یوم عرفہ'' یعنی پہچان کا دن بھی قرار دیا گیا، اور یہ حج کا رکنِ اعظم بھی ہے کہ اس دن بندہ میدانِ عرفات میں اللہ رب العزت کے حضور سر بسجود ہو کر اپنی عاجزی، انکساری اور تذلّل کے اظہار کے ذریعہ اپنی ذات اور اپنے رب العلیٰ کی صفات کا عرفان حاصل کرتا ہے، نیز اللہ خالق و مالک کے اس احسانِ عظیم کا شکر بھی ادا کرتا ہے کہ اس رحمٰن ورحیم نے تاجدار انبیاء، رحمتِ ہر دوسرا ﷺ کا دامنِ کرم عطا فرمایا، ان کی امّت میں رکھا اور اپنے پسندیدہ دین اسلام اور قرآن حکیم کی دولت سے سرفراز فرمایا۔

اس ماہِ مبارک کی دسویں تاریخ پیغمبرِ اولوالعزم سیدنا ونبینا حضرت ابراہیم خلیل اللہ (جدِّ اعلیٰ سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ) علیہما التحیۃ والثناء کی بے مثال قربانی اور بے حد وحساب ایثار کی یاد تازہ کرتا ہے، اسی قربانی وایثار کا حکم سورۂ کوثر کی دوسری آیت کریمہ میں اپنے حبیب لبیب ﷺ کی معرفت تمام امت کو دیکر سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار کو قیامت تک کیلئے برقرار رکھا گیا۔

سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کا عمل ظاہری اور باطنی دونوں پہلوؤں کا حامل ہے، فلسفۂ قربانی کی اصل روح یہ ہے کہ اللہ رب العزت اور اس کے رسول اکرم واطہر ﷺ کی خوشنودی کے حصول کیلئے بے چون وچراں ان کی اطاعت کی جائے، اللہ تعالیٰ کی حقیقی بندگی یہ ہے کہ اس کی رضا جوئی کی خاطر اپنی جان و مال اور اولاد جیسی عزیز شئے بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کیا جائے، اس فلسفۂ شہادت کو قرآن حکیم نے اعجاز کے ساتھ یوں قلمبند کیا ہے:

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِىۡ وَنُسُكِىۡ وَمَحۡيَاىَ وَمَمَاتِىۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ (الانعام:۶/۱۶۲)

''تم فرماؤ بیشک میری نماز، اور میری قربانیاں، اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کیلئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا''

غور کیا جائے تو سید عالم ﷺ کی حیات مبارکہ اسی فلسفۂ شہادت وقربانی کی عملی تفسیر ہے، آپ نے اپنے گفتار وکردار سے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اسی نہج پر تعلیم وتربیت فرمائی کہ مومن کا مقصدِ حیات اللہ ہی کیلئے جینا اور مرنا ہے اور یہ کہ مومن اپنے ربِ اعلیٰ عزوجل کے سوا کسی طاغوتی یا نام نہاد ''سپر پاور'' سے نہیں ڈرتا، بالفاظ دیگر عزت کی زندگی بسر کرنا اور عزت کی موت مرنا ایک مومن کا شعار ہے۔

آج عالم اسلام کو جو حالات درپیش ہیں، جن مسائل کا سامنا ہے اور عالمی سطح پر مسلمانوں کے ساتھ جو امتیازی اور ذلّت آمیز سلوک ہو رہا ہے وہ اسی سنّتِ خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام سے روگردانی کا نتیجہ ہے، حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف انتباہ فرما دیا:

وَمَایَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْامِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یُنَزَّلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ط (البقرۃ ۲/۱۰۵)

''یعنی وہ جو کافر ہے، کتابی یا مشرک، وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے، تمہارے رب کے پاس سے''

گویا قرآن حکیم واضح طور پر اہل ایمان کو متنبہ فرما رہا ہے کہ گروہِ یہود ونصاریٰ کفار ومشرکین میں سے کوئی فرد کبھی ان کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ تمام عالم کے مسلمانوں کے ساتھ ان کے سلوک وکردار کا یہ پہلو انفرادی واجتماعی دونوں رخ رکھتا ہے، لہٰذا اس کے باوجود اگر کوئی صاحبِ ایمان (فرد، جماعت یا حکمراں) ان کو اپنا خیر خواہ سمجھ کر ان سے وادو محبت کے تعلقات رکھے تو وہ یقیناً دھوکہ کھائے گا۔

یادش بخیر! آج سے تقریباً سو (۱۰۰) سال قبل سلطنتِ عثمانیہ ترکیہ کے المیۂ زوال کے موقع پر مسلمانانِ عالم کی یہی کچھ حالات تھے۔ صیہونی اور عیسائی طاقتیں مسلمان ممالک کو یکے بعد دیگرے اپنے دام تزویر میں پھنسا رہی تھیں، مجدّدِ دوراں، امام وقت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مولانا احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مسلمانوں کو یہی فرمانِ الٰہی یاد دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ کسی مشرک، کافر، مجوسی، یہودی اور عیسائی سے تمہارا وداد و محبت کا معاملہ جائز نہیں اور فرمایا کہ مسلمانو! تمہاری سب سے بڑی دولت اور قیمتی متاع (اور طاقت) اپنے آقا ومولا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت اور وفاداری ہے اور اگر تم نے اس قیمتی متاع کو گم کردیا اور ان سے بے وفائی کی تو دربدر ٹھوکریں کھاتے پھروگے اور زمانے میں رسوا ہوگے۔ امام الہمام نے اپنے پیغام کی تشہیر کیلئے اپنی تمام زندگی محنت کی، اپنے دور کے تمام وسائل وذرائع ابلاغ حتیٰ المقدر استعمال کئے، مساجد ومدارس، خانقاہوں اور منبروں سے اعلانات کروائے کہ اے رسول اللہ ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑو! ہنود ونصاریٰ اور کفار ومشرکین کی دوستی سے منہ موڑو، امام موصوف کی اس تحریکِ ''وفاداریِ مصطفیٰ'' ﷺ کے نتیجہ میں مسلمانانِ برصغیر نے ہندوؤں اور انگریزوں سے آزادی تو حاصل کرلی۔ لیکن افسوس کہ قیام پاکستان کے بعد وہ پھر انتشار وافتراق کی نذر ہوگئے، امام کے پیغام کو بھول بیٹھے، نتیجۃً آج پاکستان کے اندرونی اور بیرونی معاملات میں کانگریسی پالیسی اور ذہنیت کا غلبہ نظر آرہا ہے، یعنی کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ سے وداد ومحبت۔ آخر اس قسم کے فیصلے کہاں سے ہو رہے ہیں؟ کون ڈور ہلا رہا ہے؟ یہی غور طلب معاملہ ہے! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے اور اس کا اعتراف تمام غیر جانبدار مورخین ہی نہیں بلکہ بعض متعصب لکھنے والوں نے بھی کیا ہے کہ تحریکِ پاکستان میں علماء وزعمائے اہلسنّت ہراول دستہ تھے، اور یہ کہ ان کی حمایت کے بغیر قیامِ پاکستان ممکن نہ تھا۔ اس لئے اب پاکستان کی بقا وسلامتی وفتذ ذمہ داری بھی علماء وزعمائے اہلسنّت پر عائد ہوتی ہے۔

راقم عالم اسلام کے متعدد ممالک کا دورہ کرتا رہتا ہے اور دیگر ممالک کے وفود سے ملاقاتیں بھی رہتی ہیں، الحمدللہ عالمِ اسلام میں اکثریت اہلسنّت وجماعت کی ہے، مملکتِ خداداد پاکستان میں اہلسنّت کے انتشار کا اثر تمام دیگر اسلامی ممالک خصوصاً برصغیر کے ممالک بنگلہ دیش، ہندوستان، افغانستان وغیرہ پر بھی پڑتا ہے، اگر اہلسنّت پاکستان میں متحد اور طاقتور ہوں گے تو پاکستان طاقتور ہوگا اور دیگر ممالک کے اہلسنّت کو بھی تقویت اور اتحاد واتفاق کی رغبت ہوگی۔ متفق ومتحد ہوکر ہم سیاسی اعتبار سے زیادہ قوی ہوں گے۔ ہم اگر خود باعمل اور متحرک ہوں گے تو ہمیں کسی نام نہاد ''مجلس عمل'' کی بیساکھی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ یہ اہم نکتہ ہے جس کی طرف اس وقت اہلسنّت کے تمام گروپوں کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ سنّتِ ابراہیمی پر اخلاص سے عمل پیرا ہوکر ہمیں اتحادِ اہلسنّت کیلئے قربانی وایثار سے کام لینا ہوگا ورنہ خاکم بدہن، آج کل کے حالات کے تناظر میں اس ملک کی تباہی وبربادی کے ذمہ دار غیروں سے زیادہ اہلسنّت کے علماء ومشائخ اور زعماء ورہنما ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے اور امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر متحد ومتفق ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆ ☆ ☆

نمازِ عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت

معارفِ قرآن
تفسیر رضوی

مفسر قرآن شیخ الاسلام امام احمد رضا علیہ الرحمہ

﴿آیات کی روشنی میں﴾

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ (۱)

''تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو،
اور رب ہی کی طرف رغبت کرو'' (القرآن ۷/۹۴، ۸)

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں اصح الاقوال قولِ حضرت امام مجاہد تلمیذ رشید سلطان المفسرین حبر الامۃ عالم القرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے کہ فراغ سے مراد نماز سے فارغ ہونا اور نصبِ دعا میں جد و جہد کرنا ہے یعنی باری عزّ وجلّ حکم فرماتا ہے جب تو نماز پڑھ چکے تو اچھی طرح دعا میں مشغول ہو اور اپنے رب کے حضور الحاح وزاری کر۔ تفسیر شریف جلالین میں ہے:

''جب تو نماز سے فارغ ہو تو دعا میں تعب اور مشقت کر
اور اپنے رب کے سامنے تضرع وزاری بجالا'' (۲)

خطبہ جلالین میں ہے:

''یہ تفسیرِ امام جلال الدین محلی کا تکملہ ہے جو انہیں کے طریقہ پر ہے یعنی راجح اقوال پر اعتماد اور اقوالِ ضعیفہ کے ذکر سے بچتے ہوئے'' (۳)

﴿اھ ملخصاً (ت)﴾

علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

''یہی صحیح ہے اسی پر جلال نے اکتفاء کیا ہے، حالانکہ انہوں نے یہ التزام کررکھا ہے کہ راجح اقوال ذکر کریں گے'' (۴) (ت)

اور پُر ظاہر کہ آیۂ کریمہ مطلق ہے اور باطلاقہا نماز فرض و واجب ونفل سب کو شامل تو بلا شبہ نماز عیدین بھی اس پاک مبارک حکم میں داخل، یونہی احادیث سے بھی ادبارِ صلوات کا مطلقاً محلِ دعا ہونا مستفاد، ولہٰذا علماء بشہادتِ حدیث نماز مطلق کے بعد دعا مانگنے کو آداب سے گنتے ہیں، امام شمس الدین محمد ابن الجزری حصن حصین اور مولانا علی قاری اس کی شرح حرز ثمین میں فرماتے ہیں:

''یعنی آداب سے ہے کہ مطلب کی دعا بعدِ نماز ذات رکوع وسجود واقع ہو''۔ (۵) پھر فرمایا:

''یعنی یہ ادب حضور اقدس ﷺ کی اس حدیث سے ثابت ہے جسے ابوداؤد ونسائی وترمذی وابن ماجہ وابن حبان وحکم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا'' (۶)

اقول یونہی یہ حدیث ابن السنی وبیہقی کے یہاں مروی اور صحیح ابن خزیمہ میں بھی مذکور، امام ترمذی نے اس کی تحسین کی۔ ظاہر ہے کہ نماز ذات رکوع وسجود، نمازِ جنازہ کے سوا ہر نماز فرض وواجب و نافلہ کو شامل جن میں نمازِ عیدین بھی داخل۔

ثم اقول و باللہ التوفیق (پھر میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں -ت) اصل یہ ہے کہ اعمال صالحہ وجہ رضائے مولیٰ جلّ وعلا ہوتے ہیں اور رضائے مولیٰ تبارک وتعالیٰ موجبِ اجابتِ دعا اور اس کا محل عملِ صالح سے فراغ پاکر **کما قال تعالیٰ فاذا فرغت فانصب** (۷) (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پس جب آپ فارغ ہوں تو مشقت کرو -ت) ولہٰذا حدیث میں آیا حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

(ماخوذ [ملخصاً] از: فتاویٰ رضویہ (جدید)، ج۸، ص ۵۱۱ تا ۵۶۰)

''کیا تو نے نہ دیکھا کہ مزدور کام کرتے ہیں جب اپنے عمل سے فارغ ہوتے ہیں اس وقت پوری مزدوری پاتے ہیں (۹) اسے بیہقی نے حدیث طویل کی صورت میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے''۔

دوسری حدیث میں ہے:

''عامل کو اسی وقت اجر کامل دیا جاتا ہے جب عمل تمام کر لیتا ہے۔ اسے امام احمد، بزار، بیہقی اور ابو الشیخ نے ثواب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے'' (۹)

تو سائل کیلئے بیشک بہت بڑا موقع دعا ہے کہ مولیٰ کی خدمت وطاعت کے بعد اپنی حاجات عرض کرے ولہذا وارد ہوا کہ ہر ختمِ قرآن پر ایک دعا مقبول ہے بیہقی وخطیب وابونعیم وابن عساکر انس رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

مع كل ختمة دعوة مستجابة

''ہر ختم کے ساتھ ایک دعا مستجاب ہے'' (۱۰)

سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

''ہر روزہ دار بندے کیلئے افطار کے وقت ایک دعا مقبول ہے، خواہ دنیا میں دے دی جائے یا آخرت میں اس کیلئے ذخیرہ رکھی جائے'' (۱۱)

خود حضور پرنور سید عالم ﷺ نے ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا حکم دیا اور فرمایا:

''جو ایسا نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے'' (۱۲)

ثانیاً اقول وباللہ التوفیق دعا بنصِ قرآن وحدیث واجماع ائمۂ قدیم وحدیث اعظم مندوباتِ شرع سے ہے اور اس کے مظانِ اجابت کی تحری مسنون ومحبوب، قال جل ذکرہ: ھنالک دعا ذکریا ربہ (۱۳) (حضرت ذکریا علیہ السلام نے وہاں اپنے رب سے دعا کی۔ت) حدیث میں ہے حضور پرنور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

''بیشک تمہارے رب کیلئے تمہارے زمانے کے دنوں میں کچھ وقت عطا وبخشش وتجلی وکرم وجود کے ہیں تو انہیں پانے کی تدبیر کرو شاید ان میں سے کوئی وقت تمہیں مل جائے تو پھر کبھی بدبختی تمہارے پاس نہ آئے''

اسے طبرانی نے کبیر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (۱۴)

اور خود حدیث نے ان اوقات سے ایک وقت اجتماع مسلمین کا نشان دیا کہ ایک گروہِ مسلمانان جمع ہو کر دعا مانگے کچھ عرض کریں کچھ آمین کہیں، کتاب المستدرک علی البخاری ومسلم میں ہے:

''حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مستجاب الدعوات تھے، فرماتے ہیں میں نے حضور پرنور سید عالم ﷺ کو فرماتے سنا کہ کوئی گروہ جمع نہ ہوگا کہ ان کے بعض دعا کریں بعض آمین کہیں، مگر یہ کہ اللہ عزوجل ان کی دعا قبول فرمائے گا'' (۱۵)

علماء نے مجمعِ مسلمان کو اوقاتِ اجابت سے شمار کیا۔ حصن حصین میں ہے: (۱۶) واجتماع المسلمين یعنی مجمع مسلمین کا اوقاتِ اجابت سے ہونا حدیثِ صحاح ستہ سے مستفاد ہے۔ علی قاری شرح میں فرماتے ہیں: ''جس قدر مجمع کثیر ہوگا جیسے جمعہ وعیدین وعرفات میں، اسی قدر اُمید اجابت ظاہر تر ہوگی'' (۱۷)

سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مجھے امام اعظم امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اجل حماد بن ابی سلیمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خبر دی کہ امام المجتہدین امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا نمازِ عیدین خطبہ سے پہلے ہوتی تھی پھر امام اپنے راحلہ پر وقوف کر کے نماز کے بعد دعا مانگتا اور نماز بے اذان واقامت

ہوتی، یہ امام ابراہیم نخعی قدس سرہٗ خود اجلۂ تابعین سے ہیں تو یہ طریقہ کہ انہوں نے روایت فرمایا لا اقل اکابر تابعین کا معمول تھا تو نمازِ عیدین کے بعد دعا مانگنا ائمۂ تابعین کی سنت ہوا اور پُر ظاہر کہ راحلہ پر وقوف وعدم وقوف سنّتِ دعا کی نفی نہیں کرسکتا کما لا یخفی، پھر ہمارے امام مجتہد سیدنا امام محمد اعلی اللہ درجاتہ فی دار الابد نے کتاب الآ ثار شریف میں اس حدیث کو روایت فرما کر مقرر رکھا اور ان کی عادت کریمہ ہے جو اثر اپنے خلاف مذہب ہوتا ہے اس پر تقریر نہیں فرماتے تو حنفیۂ اہلِ عقیدۂ مضمون و وہابیہ اہلِ تثلیث قرون، دونوں کے حق میں جوابِ مسئلہ اسی قدر بس ہے۔

حوالہ جات

(۱) القرآن ۹۴/۷،۸

(۲) جلالین کلاں، سورۃ الانشراح میں مذکور ہے، مطبوعہ اصح المطابع دہلی، ہند ۲/۵۰۲

(۳) جلالین کلاں، خطبۃ الکتاب، مطبوعہ اصح المطابع دہلی ہند، ۲/۵۰۲

(۴) شرح زرقانی، مطبوعہ مصر ۳/۱۹۵

(۵) حواشی حصن حصین، آداب الدعاء، حاشیہ ۲۱، مطبوعہ افضل المطابع لکنؤ، ص ۹

(۶) ایضاً

(۷) القرآن ۹۴/۷

(۸) شعب الایمان، باب فی الصیام، حدیث ۳۶۰۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۲/۳/۳۰۳۔

(۹) مسند احمد بن حنبل مروی از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/۲۹۲

(۱۰) شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، حدیث ۲۰۸۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۲/۴/۳۷

(۱۱) نوادر الاصول، الاصل الستون فی ان للصائم دعوۃ الخ، مطبوعہ دار صادر بیروت، ص ۸۳۔

(۱۲) جامع ترمذی، باب ماجاء فی التخشع فی الصلوٰۃ، مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشدیہ، دہلی، ۱/۵۰،۵۱

(۱۳) القرآن ۳/۳۸

(۱۴) المعجم الکبیر، مروی از محمد بن مسلمہ، حدیث ۵۱۹، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیرون، ۱۹/۲۳۴

(۱۵) المستدرک علی الصحیحین، کتاب الدعاء، حبیب بن مسلمۃ کان مجیب الدعوات، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۳/۳۴۷

(۱۶) حصن حصین اوقات الاجابۃ، مطبوعہ افضل المطابع لکھنؤ ہند، ص ۲۳

(۱۷) حرزثمین شرح حصن حصین۔

بنگلہ دیش میں اسلامی تحقیقی اکیڈمی کا قیام

صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب نے حالیہ دورۂ بنگلہ دیش میں جامعات کی سطح پر اسلامی علوم پر تحقیقات کیلئے اسلامی یونیورسٹی کُشتیا، بنگلہ دیش کے شعبۂ قرآنیات کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالودود کی سربراہی میں اور ان کے مشورے سے القرآن انٹرنیشنل ریسرچ اکیڈمی کے نام سے ایک ادارہ کے قیام کا اعلان فرمایا جو مندرجہ ذیل اسکالر علماء پر مشتمل ہے:

(۱) پروفیسر ڈاکٹر عبدالودود، (ڈائریکٹر)

(۲) جناب ابوالبشر صاحب، ایڈوکیٹ، سپریم کورٹ بنگلہ دیش، ڈپٹی ڈائریکٹر

(۳) پروفیسر ڈاکٹر انو مُورئیس الدین (اسلامک اسٹڈیز، ڈھاکہ یونیورسٹی) ایڈوائزر۔

(۴) علامہ مولانا عبدالمنان (مترجم (بنگلہ) کنز الایمان) ایڈوائیزر

(۳) علامہ ڈاکٹر منیر احمد چودھری (چٹاگانگ یونیورسٹی اور صدر ٹیچرز ایسوسیشن) ایڈوائیزر

(۵) علامہ مولانا بدیع العالم رضوی، کوآرڈنیٹر

﴿مزید ممبران کا بعد میں حسب ضرورت اضافہ کیا جائے گا﴾

ان شاء اللہ اس اکیڈمی کے قیام سے بنگلہ دیش میں اہلسنّت کے اکابر علماء کی دینی خدمات پر تحقیق اور تصنیف و تالیف کا کام تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھے گا۔

اللّٰہ تعالیٰ بندوں پر نہایت مہربان ہے

﴿گذشتہ سے پیوستہ﴾

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی *

۲۲- عَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ: يَا ابْنَ آدَمَ! قُمْ إِلَيَّ أَمْشِ إِلَيْكَ، وَامْشِ إِلَيَّ أُهَرْوِلُ إِلَيْكَ

(فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد۳/۲۸۳)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تبارک کا ارشاد اقدس ہے: اے ابن آدم! تو میری طرف آنے کیلئے کھڑا ہو میں تیری طرف آؤں گا اور تو میری طرف آنے کیلئے چل میری رحمت تجھے تیزی سے اپنے آغوش میں لے لیگی۔ (۱۲-م)

(۱۷) اللہ تعالیٰ بندوں سے قریب ہے

۲۳- عَنْ أَبِي مُوسىٰ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَرْبِعُوا عَلىٰ أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِباً. إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعاً قَرِيباً وَهُوَ مَعَكُمْ۔

(فتاویٰ رضویہ قدیم ۱۱/۲۵۵)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے اوپر مہربانی کرو (بلند آواز سے رب کو نہ پکارو) کہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ بلا شبہ تم سمیع و قریب خداوند قدوس کو پکار رہے ہو جو تمہارے ساتھ ہے۔ ۱۲م

(۱۸) اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں تمام خزانے ہیں

۲۴- عَن عبداللّٰه بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهُ بِيَدَيْكَ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُهُ بِيَدَيْكَ۔ (صفائح اللجین، ص۲۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں ان سب بھلائیوں سے جن کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور تیری پناہ مانگتا ہوں ان سب برائیوں سے جن کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں

۲۵- عَنْ أَبِي مُوسىٰ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَدُاللّٰهِ يَبْسُطَانِ۔ (صفائح اللجین، ص۱۷)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ کے ہاتھ کشادہ ہیں۔

۲۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهَ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَدُاللّٰهِ مَلأىٰ لَاتَغِيْظُهَا نَفَقَةٌ سَخَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهارِ۔ أَفَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ

*(پرنسپل جامع نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

(ماخوذ از: جامع الاحادیث للشیخ امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ ۔
(صفائح اللجین، ص ۱۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ہاتھ غنی ہے۔ اس کے رات دن خرچ کرنے سے بھی خالی نہیں ہوتا، فرمایا؛ کیا تم نہیں دیکھتے؟ جب سے زمین اور آسمان کی پیدائش ہوئی اس وقت سے کتنا اس نے لوگوں کو دیا لیکن اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آئی اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا، اور میزان یعنی قدرت اسی کو حاصل ہے جس کو چاہے گرائے اور جس کو چاہے اٹھائے۔ (۱۲م)

حوالہ جات

(۲۲) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب التوحید، ۱۱۰۱/۲
الصحیح لمسلم، کتاب التوحید، ۳۵۴/۲
السنن لا بن ماجه، الادب ۲۷۹/۲
☆ الجامع الصغیر للسیوطی ، ۳۷۶/۲
مجمع الزوائد للهیثمی، ۱۹۲/۱
☆ کنزالعمال لعلی المتقی، ۲۲۶/۱
المسند لا حمد بن حنبل، ۴۷۸/۳
☆ المطالب العالیة لابن حجر، ۳۱/۲۷
الاتحافات السنیة، ۳۵
☆ المعجم الکبیر للطبرانی ،
(۲۳) الجامع الصحیح للبخاری ، باب لاحول ولا قوة الا بالله، ۹۷۸/۲ء
الصحیح لمسلم ، کتاب الذکر، ۳۴۶/۲
☆ السنن لابی داؤد، ابواب الوتر، ۲۱۴
السنن الکبری للبیهقی، ۱۸۴/۲
☆ کنزالعمال لعلی المتقی ، ۳۲۴۲، ۸۲/۲
اتحاف السادة للزبیدی، ۳۶/۵
☆ فتح الباری للعسقلانی، ۵۰۰/۱۱
الدرر المنثور للسیوطی ، ۱۹۵/۱
☆ التفسیر للقرطبی، ۱۵/۱
المسند لاحمد بن حنبل،۳۹۴/۴، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۷، ۴۱۸، ۴۱۹
(۲۴) المستدرك للحاکم کتاب الدعاء ۷۰۶/۱
☆ کنزالعمال للمتقی، ۳۶۷۹ ۱۸۷/۲
الجامع الصغیر للسیوطی ۱۴۸۶، ۹۲/۱
(۲۵) الصحیح لمسلم ، التوبة، ۳۴۶/۲
☆ المسند لاحمد بن حنبل ۳۹۵/۴ ۴۰۴
الفردوس للدیلمی، ۲۵۶/۵
☆ جمع الجوامع للسیوطی ، ۹۹۸/۱
شرح السنة للبغوی ، ۸۲/۵
☆ السنة لابن ابی عاصم ۲۷۳/۱
کنزالعمال للمتقی ، ۲۵۲ ۱۰، ۲۲۱/۴
☆ الزهد لابن مبارك ، ۳۸۵
المصنف لابن ابی شیبة، ۱۸۱/۳
(۲۶) الجامع الصحیح للبخاری ، التفسیر، ۶۷۷/۲
☆ الصحیح لمسلم ، الزکوة، ۳۲۲/۱
الجامع للترمذی ، التفسیر، ۱۳۰/۲
☆ الترغیب والترهیب للمنذری ، ۴۸/۲

☆☆☆

تجلیات سیرت صلی اللہ علیہ وسلم

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

﴿قسط دوم﴾

مولانا صابر القادری نسیم بستوی*

سچا خواب:

سورۂ فتح (پارہ ۲۶ رکوع ۱۲ آیت ۲۷) میں ارشاد خداوند ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

''بیشک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈواتے یا ترشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں ۔ تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی'' (کنز الایمان)

حضور نبی اکرم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ مکہ تشریف لائے اور وہاں اطمینان و سکون کے ساتھ عمرہ کیا۔ یہ خواب اپنے اصحاب سے بیان فرمایا۔ ان لوگوں نے جو زیارتِ خانۂ کعبہ کے بے حد مشتاق تھے روانگی کی تیاری کر دی اور حضور ﷺ بھی تیار ہو گئے ۔ جب مکّہ معظمہ کے قریب پہنچے تو کفار قریش مزاحم و مانع ہوئے ۔ حدیبیہ جو مکہ معظمہ کے متصل ایک کنواں ہے اسی کے قریب آپ نے قیام فرمایا تھا وہیں بیعت رضوان ہوئی ۔ بالآخر اسی مقام پر کفار مکہ سے مصالحت کے بعد یہ بات طے ہوئی کہ اس سال عمرہ نہ کریں ۔ آئندہ سال آ کر کریں گے ۔ صحابہ اس فیصلہ پر بہت رنجیدہ ہوئے ۔ حدیبیہ سے واپسی پر سورۂ فتح نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی تسلی کے لئے یہ آیت بھی نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ:

''پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا خواب بیشک سچا ہے ۔ (اس میں کچھ اسی سال کی تعین نہ تھی)۔ سال آئندہ بیشک تم مکہ میں ضرور داخل ہو گے اور بفراغ خاطر عمرے کے سب ارکان بجا لاؤ گے''

چنانچہ واقعہ ایسا ہی ظاہر ہوا یعنی آنے والے سال، میں رسول اللہ ﷺ مع اصحاب مکہ مکرمہ تشریف لائے اور عمرہ ادا کیا۔ ''فتح قریبٌ'' سے وہی فتح خیبر مراد ہے ارشاد ہوا کہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے خیبر فتح ہو جائے گا تو ایسا ہی ہوا۔

دین حق:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (پ۲۶، سورہ فتح، ۴۸/۲۸)

''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے'' (کنز الایمان)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ دین اسلام سب دینوں پر غالب ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس زمانے میں تمام اہلِ ادیان میں سب پر غالب تر فارس کے مجوسی تھے۔ اس

کے بعد روم کے عیسائی لیکن بہت قلیل عرصہ میں اہل اسلام ان دونوں پر غالب آ گئے ۔ فارس تو چند روز میں بالکل تباہ و برباد ہوگئی اس کی سلطنت کا نام ونشان بھی باقی نہ رہ گیا اور روم کی حکومت بھی مغلوب ہوگئی۔ ان کے اکثر ممالک مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے اور رفتہ رفتہ باقی اہل ادیان بھی مسلمانوں سے مغلوب ہو گئے۔

تبلیغ رسالت کا حکم:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''اے رسول پہنچا دو جو کچھ اتر ہوا تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا۔ لوگوں سے، بیشک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا'' (کنز الایمان، پارہ ٦، سورۂ مائدہ، ع ١٣، آیت ٦٧)

اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے حضور اقدس ﷺ سے وعدہ فرمایا کہ وہ آپ کو محفوظ و مامون رکھے گا اور اس نے خبر دی کہ آپ کا کوئی کچھ نہ کر سکے گا۔ چنانچہ یہ وعدۂ الٰہی پوری طرح صادق آیا اور کوئی شخص آپ کو قتل نہ کر سکا حالانکہ لاکھوں اشخاص آپ کی جانی دشمن تھے اور بہتوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ لیکن وہ اپنے اس مجرمانہ مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

بخاری و مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک بار جہاد میں پیغمبر اسلام ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حضور ﷺ نجد کی جانب تشریف لے گئے تھے۔ راستہ طے کرتے ہوئے ایک دوپہر کے وقت ایک جنگل میں جس میں بہت سے خاردار درخت تھے۔ قیام کیا سب جا بجا درختوں کے سائے میں ادھر ادھر ہو گئے ۔ حضور ﷺ درخت سمرہ کے نیچے اترے اور اپنی تلوار اس درخت میں لٹکا دی۔ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ ایک اعرابی آپ کے سامنے بیٹھا ہے، آپ نے بیان فرمایا:

''میں سو رہا تھا کہ اس نے میری تلوار نکال لی، میں بیدار ہو گیا، دیکھا کہ ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے اس نے مجھ سے کہا! ''مَنْ یَّعْصِمُکَ مِنِّی یَا مُحَمَّدُ'' یعنی اے محمد مجھ سے تم کو کون بچائے گا؟ میں نے جواب دیا ''اللہ تعالیٰ''

دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ نے فرمایا! ''اللہ'' تو آپ کے رعب و جلال سے تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔ آپ نے فوراً تلوار اپنے قبضہ میں کر لی اور اس سے فرمایا ''اب تجھے کون بچائے گا''

اس نے کہا: ''اے محمد آپ مجھ کو بخش دیجئے'' نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے بے پایاں اخلاق کریمانہ سے اس کافر دشمن کو معاف فرما دیا۔ وہ آپ کے حسن اخلاق سے بے حد متاثر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ جب وہاں سے اپنی قوم میں گیا تو کہا کہ:

''میں ایسے شخص کے پاس سے آ رہا ہوں جو سارے انسانوں سے بہتر و افضل ہے''۔

ترمذی شریف میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ سوتے وقت محافظ کا انتظام فرمایا کرتے تھے لیکن جب آیت وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ ٥/٦٧) نازل ہوئی، تو آپ نے خیمہ میں سے سر مبارک نکال کر پہرہ داروں سے فرمایا اب تم لوگ چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا وعدہ فرما لیا ہے، اب پہرے کی ضرورت نہیں۔ (جاری ہے)

☆☆☆

اظہار تمنا کے انداز

معارف القلوب
گزشتہ سے پیوستہ

آداب دعا اور اسباب اجابت

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن

شارح: امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

محشی: مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری

ادب ۴۸: دعا کے قبول میں جلدی نہ کرے۔ حدیث شریف (۵☆) میں ہے کہ خدائے تعالیٰ تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں کرتا۔ ایک وہ کہ گناہ کی دعا مانگے، دوسرے وہ کہ ایسی بات چاہے کہ قطع رحم ہو، تیسرا وہ کہ قبول میں جلدی کرے، کہ میں نے دعا مانگی، اب تک قبول نہ ہوئی ایسا شخص گھبرا کر دعا چھوڑ دیتا ہے اور مطلب سے محروم رہتا ہے۔

اے عزیز! تیرا پروردگار فرماتا ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (۱۰۴)

''میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جب مجھ سے دعا مانگے''

وَاذْکُرُوْاللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o (۱۰۵)

''دعا بہت مانگو اور مجھ کو اپنی مصیبت کے وقت یاد کرو تاکہ بلاء سے نجات پاؤ''

فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ o (۱۰۶)

''ہم کیا اچھے قبول کرنے والے ہیں''۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (۱۰۷)

''مجھ سے دعا مانگو، میں قبول فرماؤں''

پس یقین سمجھ کہ وہ تجھے اپنے در سے محروم نہیں کرے گا اور وعدے کو وفا فرمائے گا۔ وہ اپنے حبیب ﷺ سے فرماتا ہے:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ (۱۰۸) ''اور سائل کو نہ جھڑک''

آپ کس طرح اپنے خوانِ کرم سے دور کرے گا۔ بلکہ وہ تجھ پر نظرِ کرم رکھتا ہے کہ تیری دعا کے قبول کرنے میں دیر کرتا ہے۔

ابن ابی شیبہ و بیہقی کی حدیث میں ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

''جب کوئی پیارا خدائے تعالیٰ کا، دعا کرتا ہے، جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں، الٰہی! تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ حکم ہوتا ہے ٹھہرو، ابھی نہ دو تاکہ پھر مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز پسند ہے''۔

خوش ہمی آید مرا آواز او
واں خدایا گفتن و آں راز او (۱۰۹)

اور جب کوئی کافر یا فاسق دعا کرتا ہے، فرماتا ہے اس کا کام جلدی کر دو تاکہ پھر نہ مانگے، کہ مجھ کو اس کی آواز مکروہ ہے۔ (۱۱۰)

یحیٰ بن سعید بن قطان رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ باری کو خواب میں دیکھا۔ عرض کی، الٰہی! میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا۔ حکم ہوا؛ اے یحیٰ! میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں اس واسطے تیری دعا میں تاخیر کرتا ہوں۔

﴿قال رضا: سگانِ دنیا (۱۱۱) کے امیدواروں کو دیکھا جاتا ہے کہ تین

(ماخوذ از: اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ مع شرح ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنَ الْوِعَاءِ)

تین برس تک امیدواری میں گزارتے ہیں ۔ صبح و شام ان کے دروازوں پر دوڑتے ہیں اور وہ ہیں کہ رُخ نہیں ملاتے ، بار نہیں دیتے، جھڑکتے، دل تنگ ہوتے، ناک بھوں چڑھاتے ہیں ۔ امید واری میں لگایا تو بیگار ڈالی ۔ یہ حضرات گرہ سے کھاتے، گھر منگاتے (۱۱۲)۔ بیکار بیگار کی بلاء اٹھاتے ہیں اور وہاں برسوں گزریں ہنوز روزِ اوّل ہے ۔ مگر یہ نہ امید توڑیں ، نہ پیچھا چھوڑیں اور احکم الحاکمین، اکرمُ الاکرمین عزّ جلالہ کے دروازے پر اوّل تو آتا ہی کون ہے اور آئے بھی تو اکتاتے، گھبراتے ۔ کل کا ہوتا آج ہو جائے ۔ ایک ہفتہ کچھ پڑھتے گزرا اور شکایت ہونے لگی، صاحب پڑھا تو تھا، کچھ اثر نہ ہوا۔ یہ احمق اپنے لئے اجابت کا دروازہ خود بند کر لیتے ہیں ۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَالَمْ يُعَجِّلْ يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ ٥

''تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی تھی، قبول نہ ہوئی''

اور پھر بعض تو اس پر ایسے جامے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ اعمال وادعیّہ (۱۱۳) کے اثر سے بے اعتقاد، بلکہ اللہ کے وعدہ و کرم سے بے اعتماد۔

حوالاجات

(۱۰۴) سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۶۔

(۱۰۵) سورۃ الانفال، آیت ۴۵۔

(۱۰۶) سورۃ الصّٰفّٰت، آیت ۷۵۔

(۱۰۷) سورۃ المؤمن، آیت ۶۰۔

(۱۰۸) سورۃ الضُّحٰی، آیت ۱۰۔

(۱۰۹) ع پسند آتی ہے مجھ کو تو وہی آواز اے بندے
تو جس میں راز کہتا ہے، مجھ ہی سے گڑگڑاتا ہے
(عطاری)

(۱۱۰) یعنی ناپسند ہے۔

(۱۱۱) سگان، سگ کی جمع ہے اور سگ فارسی میں کتے کو کہتے ہیں۔ اہل اللہ ارباب اقتدار اور امراء ورؤسا سے دور رہتے ہیں ان کے ظلم وستم اور غرور وتکبر ہوا وہوس اور دنیاداری کی بناء پر ان میں للّٰہیت اور خلوص کا فقدان ہوتا ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت نے انہیں ''سگانِ دنیا'' سے تعبیر کیا ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ان کو سگانِ دنیا کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ (فیضانِ سنت)

(۱۱۲) بعض اوقات دینوی افسران کسی کو آئندہ ملازمت کی امید دلا کر بلا اجرت کام لیتے اور طرح طرح سے نخرے دکھاتے ہیں، مزید یہ کہ اس امیدوار کو اپنے اخراجات وغیرہ بھی اپنے پلے سے دینے پڑتے ہیں۔ ان تمام مصیبتوں اور بلاؤں کے باوجود دینوی لالچ کا حال یہ ہے کی امید ختم نہیں ہوتی۔

(۱۱۳) دعا کی جمع۔

﴿قسط سوم﴾

قرآن کریم اور کیمیکل کی دریافت

مولانا کوثر امام قادری *

جدید دریافت نے ثابت کیا ہے کہ حسب ذیل کیمیاوی عناصر ادرک کے اندر اچھی مقدار میں پائے جاتے ہیں:

فیٹس (Fats) کاربوہائیڈریٹ (Carbohydrites) پروٹینز (Protiens) مائس چر (Moisture) سوڈیم (Sodium) پوٹاشیم (Potassium) کلوریز (Calories) میگنیشم (Magnesium) فاسفورس Phas Phorus) سلفر (Sulphur) کلورائڈ (Chlorides)

یہ وہ ترکیبی اجزاء ہیں جن کے بدولت ادرک کو طبّی دنیا میں بھی کافی اہمیتوں کا حامل مانا گیا ہے۔ چنانچہ حکیم محمود طارق نے لکھا ہے:

''طبی اعتبار سے ادرک کے فوائد اتنے اہم ہیں کہ ان کا تفصیلی ذکر حکیم جالینوس اور علی سینا کی تصنیفات میں بھی ملتا ہے، جالینوس نے فالج اور Coldmors سے پیدا ہونے والی شکایات میں ادرک کو بے انتہاء مفید بتایا ہے۔ بوعلی سینا کے خیال میں ادرک قوت باہ کو بڑھاتا ہے، ادرک کے عرق کو ذیابطیس، پرانی گٹھیا اور شروعات کی Liver Crirrohosis- میں فائدہ مند سمجھا گیا ہے، ادرک ہضم ہونے کے ساتھ ساتھ معدہ اور آنتوں کو طاقت بخشتا ہے۔

معدہ کی خرابیوں سے پیدا ہونے والے جملہ امراض میں اس کے فائدوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں تنفس (سانس) کے مریضوں کو ادرک کے متواتر استعمال سے فائدہ ہوا ہے، لیموں، مدھوری نمک، اور ادرک کے ایک ساتھ استعمال سے بھوک بڑھتی ہے اور ہاضمہ بہتر ہوتا ہے۔ ہیجانی کیفیت میں بھی سودمند ہے''

اختتام: چشم بینا سے انسان ذرا دیکھے تو سہی، یہ لمبے لمبے تناور درخت، بارِ شبنم کو نہ برداشت کرنے والی نرم و نازک گھاس، سربفلک پہاڑیاں، فولادی چٹانیں، موجیں مارتا ہوا سمندر، خونخوار درندے، نفع رساں چرندے، خوبصورت و حسین پرندے، اپنی زندگی کو گنوا کر دوسروں کو حیاتِ نو بخشنے والے چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے، گویا کہ تمام اشجار و اثمار اور کائنات کی تخلیق میں ربّ کائنات نے اپنی خالقیت و حاکمیت کا وہ اعلیٰ کرشمہ دکھایا ہے کہ دنیا جتنا ہی اسے سمجھنے کی کوشش کرے گی اتنا ہی حیرت و استعجاب کے سمندر میں غوطہ زن ہوگی تحقیق کے جتنے ہی دروازے کھلیں گے اتنا ہی خالقِ ارض و سماء کے حیرتناک کارستانیوں کے جوہر، ربّ اعلیٰ کی توحید، قرآنی حقانیت، رسالت مآب ﷺ کی صداقت کی جلوہ باریاں ہوں گی۔

غور تو کیجئے، پھلوں کے عرقوں میں، پیڑ پودوں اور لکڑیوں کے چھالوں اور ریسیوں میں مخفی حیاتین و وٹامن کا بے بہا ذخیرہ ایک طرف قرآن کی جامع علوم ہونے کی خبر دے رہا تو دوسری جانب خالق کے وجود و بقاء کا پتہ دے رہا ہے۔ ایک سمت حقائق کے اجالے نظریۂ اسلام کو قبول کرنے کا پیغام دے رہے ہیں تو دوسری جانب قرآن کے خدائی کلام ہونے کا ثبوت فراہم کررہے ہیں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ انسان نباتاتی دنیا سے مستفید ہو رہا ہے، اشجار و اثمار سے حاصل شدہ وٹامن کے ذریعہ جسم کو تقویت دے رہا ہے لیکن ان کی دعوت کو سننے ماننے کو تیار نہیں، اس وقت اس آیت کی تلاوت بے محل نہ ہوگی۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْراً مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ط اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ (سورۃ الاعراف ۷، آیت نمبر ۱۷۹)

''اور بیشک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کیئے بہت جن اور آدمی وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں، اور وہ کان جن سے وہ سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں'' (کنزالایمان)

*(استاد مدرسہ فخرالعلوم ہرسونی بازار، مہراج گنج، یوپی)

﴿سلسلہ وار﴾

معارفِ اسلاف

ابراھیم دھان مکی کا خاندان اور فاضل بریلوی

محمد بہاء الدین شاہ*

حضرت مولانا شیخ اسعد دھان رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے چند نام یہ ہیں: (۱) عارف باللہ مدرس مسجد حرام علامہ سید عیدروس بن سالم البار رحمۃ اللہ علیہ (۷۲)۔ (۲) مدرس مسجد حرام، شیخ السادۃ العلویۃ علامہ سید صالح بن سید علوی بن عقیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۷۳)۔ (۳) مدرس مسجد حرام، قاضی شیخ بکر بن محمد سعید بابصیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۷۴)۔ (۴) مدرس مسجد حرام، مجلس شوریٰ کے نائب صدر، محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر علامہ سید صالح بن ابو بکر شطا شافعی (۷۵)۔ (۵) مدرس مسجد حرام، قاضی، محکمہ امر بالمعروف والنہی عن المنکر کے صدر شیخ عبدالعزیز عکاس نجدی۔ (۷۶)۔ (۶) مدرس مسجد حرام شیخ محمد علی بلجیور (۷۷)۔ (۷) مدرس مسجد حرام و مدرسہ صولتیہ و مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ، قاضی، فاضل بریلوی کے خلیفہ شیخ احمد ناضرین مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۷۸)۔ (۸) مدرس مسجد حرام علامہ فقیہ محدث معقولی شیخ حسن یمانی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۷۹)۔ (۹) مدرس مسجد حرام، قاضی شیخ سالم شفی۔ (۸۰)

شیخ اسعد دھان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اہم کام یہ انجام دیا کہ دھان خاندان کے اکابر علماء کرام کے حالات شیخ عبداللہ ابو الخیر مرداد شہید رحمۃ اللہ علیہ کو فراہم کیئے جو انہوں نے اپنی تصنیف نشر النور میں شامل کیئے اور یہی کتاب دھان علماء کے حالات پر سب سے اہم ماخذ ہے۔ شیخ عبداللہ مرداد لکھتے ہیں کہ شیخ اسعد دھان جو اس وقت ہمارے درمیان موجود ہیں آپ حظ لطیف کے مالک، تلاوت قرآن مجید اور اذکار کے پابند ہیں آپ کے رات اور دن مختلف ذمہ داریوں میں منقسم ہیں (۸۱)۔

مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ/ ۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) دوسری بار حج و زیارت کیلئے ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء میں مکہ مکرمہ پہنچے تو دیگر اکابر علماء مکہ کی طرف شیخ اسعد دھان رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی سے متعدد بار ملاقات کی، مختلف اہم علمی موضوعات پر باہم تبادلہ خیالات کیا پھر فاضل بریلوی کی دو عربی تصنیفات، وسعت علوم مصطفیٰ ﷺ پر وہابیہ کے شکوک وشبہات اور اعتراضات کے ازالہ کے لئے لکھی گئی کتاب ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' (۱۳۲۳ھ) اور علماء دیوبند، اہل حدیث، قادیانیہ کے بعض عقائد وافکار کے بارے میں شرعی حکم جاننے کے لئے مرتب کی گئی ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' (۱۳۲۴ھ) پر شیخ اسعد دھان نے تقریظات قلمبند کیں نیز مختلف اسلامی علوم میں فاضل بریلوی سے اجازت وخلافت پائی۔

شیخ اسعد دھان نے حسام الحرمین پر تقریظ لکھتے ہوئے فاضل بریلوی کے علم وفضل کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

''نادرۃ الزمان و نتیجۃ الاوان العلامۃ الذی افتخرت بہ الاواخر علی الاوائل والفھامۃ الذی ترک بتبیانہ سحبان باقل سیدی و سندی الشیخ احمد رضا خان البریلوی'' (۸۲)

*(ناظم: بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

اور فاضل بریلوی نے آپ کے نام سند اجازت جاری کرتے ہوئے ان القاب سے نوازا:

"حسنة الزمان مولانا الشیخ اسعد الدهان" (۸۳)

"الشیخ الاسعد الامجد الاوحد الارشد المتضلع من الفنون الحائز بین الاصول والخضون مولانا الشیخ اسعد الدهان ابن العالم العامل الفاضل الکامل الولی العارف باللہ الرحمن حضرة الشیخ المرحوم بکرم اللہ تعالیٰ الدهان" (۸۴)

شیخ اسعد دہان رحمۃ اللہ علیہ کے سنین ولادت و وفات دونوں میں اختلاف ہے۔ نشر والنور سے اتنا واضح ہے کہ آپ ۱۲۸۰ھ کے بعد اور ۱۲۸۳ھ سے قبل پیدا ہوئے (۸۵)۔ جبکہ عمر عبدالجبار نے تحریر کی کہ آپ کی ولادت ۱۲۸۰ھ میں ہوئی۔ اسی طرح عمر عبدالجبار اور ان کی اتباع میں دیگر تذکرہ نگاروں نے آپ کا سن وفات ۱۳۳۸ھ لکھا (۸۶) اور شیخ عبداللہ غازی ہندی مہاجر مکی (۸۷) کے بقول آپ کی وفات ۱۳۴۱ھ میں ہوئی (۸۸)۔ راقم السطور نے ان مصادر سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ شیخ اسعد دہان مکی حنفی ۱۲۸۰ھ سے ۱۲۸۲ھ کے درمیانی عرصہ میں اس جہان فانی میں آئے اور ۱۳۴۱ھ میں رحلت فرمائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

حوالہ وحواشی

(۷۲) علامہ سید عیدروس بن سالم البار مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء) جید عالم دین و ولی اللہ تھے۔ آپ نے تصوف وصوفیاء کے جمیع سلاسل میں اکابر صوفیاء کرام اپنے والد علامہ سید سالم بن عیدروس البار نیز امام احمد بن حسن عطاس حضرمی (م-۱۳۳۴ھ)، علامہ سید ابو النصر خطیب دمشقی، شیخ احمد شمس مراکشی۔ مفتی شافعیہ وسلسلہ عیدروسیہ علویہ کے پیر طریقت علامہ سید حسین بن محمد حبشی مکی (م-۱۳۳۰ھ)، صاحب حزم علامہ سید عیدروس بن حسین عیدروس نزیل حیدرآباد دکن (م-۱۳۴۶ھ) اور شیخ محمد معصوم مجددی دہلوی مدنی (م-۱۳۴۱ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ سے خلافت پائی۔ علامہ سید عیدروس البار اپنے شاگردوں اور خلفاء کو دیگر کتب کے علاوہ میلاد و قیام کے موضوع پر شیخ محمد عزب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی منظوم کتاب "مولد النبی ﷺ" پڑھایا کرتے۔ آپ کے بیٹے علامہ سید علی بن عیدروس البار (م-۱۴۰۹ھ) بھی عالم دین اور مسجد حرام میں مدرس تھے۔ اب آپ کے پوتے ڈاکٹر سید عبداللہ بن علی بن عیدروس البار مکہ مکرمہ کی علمی شخصیات میں سے ہیں۔ علامہ سید عیدروس البار کے چھوٹے بھائی علامہ سید ابوبکر بن سالم البار رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۴ھ) اور آپ کے والد علامہ سید سالم بن عیدروس البار علیہما الرحمہ نے فاضل بریلوی سے خلافت پائی۔ (الاجازات المتینة، ص ۵۰، اہل الحجاز، ص ۲۶۷-۲۲۰، نشر الدرر، ص ۴۲)

(۷۳) علامہ سید صالح بن علوی بن صالح بن عقیل شافعی (م-۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء) کو ۱۳۳۲ھ میں مسجد حرام میں تدریس کی اجازت ملی۔ مکہ مکرمہ میں سادات علویہ بڑی تعداد میں آباد ہیں جن میں صاحبان علم وفضل موجود رہے۔ یہ خاندان پانچویں صدی ہجری کے امام سید علوی بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسل ہونے کی بنا پر علوی کہلاتا ہے جن کا سلسلہ نسب امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہما سے جا ملتا ہے۔ اس خاندان کے معاملات کو بہتر طور پر چلانے کیلئے ہر دور میں ایک سربراہ منتخب کیا جاتا جسے "شیخ السادة العلویة" کہتے تھے۔ عثمانی وہاشمی دور تک مسلمانان عالم نیز حکومت کے ہاں اس منصب کو خاص اعزاز اور اہمیت حاصل تھی۔ علامہ سید صالح شافعی اس پر خدمات انجام دینے والے آخری فرد تھے۔ سعودی عہد آیا تو اس منصب کو غیر مؤثر کر دیا گیا۔ علامہ سید صالح سے قبل ان کے گھرانہ سے علامہ سید اسحاق بن عقیل (م-۱۲۷۱ھ) علامہ سید عبداللہ بن عقیل اور علامہ سید محمد بن اسحاق اس منصب پر تعینات رہ چکے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کے والد علامہ سید علوی بن صالح (م-۱۳۳۸ھ) بھی عالم دین اور آپ کے پردادا علامہ سید عقیل مکی شافعی (م-۱۲۴۷ھ) صاحب تصانیف تھے۔ آج کے مکہ مکرمہ میں اس گھرانہ میں علامہ سید صالح کے بھتیجے علامہ سید عبدالحمید بن زینی بن علوی عقیل ماہر انساب اور علمی شخصیت ہیں۔ (سیر وتراجم، ص ۱۲۸، اہل الحجاز، ص ۲۹۶-۲۹۷، مختصر نشر النور، ص

۱۲۸، ۳۳۹، ۳۴۵، نظم الدرر، ص ۱۳۸، ۱۹۰، معارف رضا ۱۹۹۸ء، ص ۱۸۳، ۱۸۵)

(۷۴) شیخ بکر بن محمد سعید بابصیل شافعی (م- ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء) مدرس مسجد حرام کے علاوہ سعودی عہد میں قاضی رہے۔ آپ کی اولاد بھی علم سے وابستہ رہی (سیر وتراجم، ص ۸۴-۸۵)۔ آپ کے والد شیخ الاسلام مفتی شافعیہ شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ (م- ۱۳۳۰ھ) نے تقدیس الوکیل اور الدولۃ المکیۃ وحسام الحرمین پر تقاریظ قلمبند کیں۔

(۷۵) علامہ سید صالح شطا حسینی مکی شافعی بن علامہ سید ابو بکر شطا بن سید محمد زین الدین شطا (م- ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۵۰ء) کی عمر آٹھ برس تھی کہ آپ کے والد نے وفات پائی۔ شطا کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے دادا علامہ سید محمد زین الدین مصر کے شہر دمیاط میں واقع حضرت شیخ شطا شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر خادم خاص تھے اسی باعث آپ سید محمد شطا مشہور ہوگئے اور بعد میں یہ لقب آپ کی اولاد کی پہچان بن گیا۔ آپ کے والد علامہ سید ابو بکر شطا شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م- ۱۳۱۰ھ) مکہ مکرمہ کے اکابر علماء میں سے تھے جن کی متعدد تصنیفات ہیں انہوں نے تصوف کے موضوع پر دو کتب بنام ''کفایۃ الاتقیاء ومنہاج الاصفیاء'' اور ''ھدایۃ الاذکیاء الی طریقۃ الاولیاء'' تصنیف کی تھیں نیز اپنے استاد ''الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ'' کے مصنف علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وفضائل پر مستقل کتاب ''نفحۃ الرحمٰن فی بعض مناقب السید احمد بن زینی دحلان'' لکھی جو بقول عمر رضا کحالہ ۱۳۰۵ھ میں مصر سے شائع ہوئی۔ آپ کے چچا علامہ سید عثمان شطا مکی شافعی بن سید محمد زین الدین شطا رحمۃ اللہ علیہ (م- ۱۲۹۵ھ) بھی عالم جلیل اور صاحب تصانیف تھے۔ علامہ عثمان شطا نے اپنے استاد علامہ سید احمد بن زینی دحلان کی ''شرح الاجرومیۃ'' پر تقریرات لکھیں۔ شطا خاندان مکہ مکرمہ میں متعدد علماء ہوگزرے جن میں سید صالح شطا پہلے فرد ہیں جنھوں نے وہابیت اختیار کی پھر مملکت سعودی عرب کے بانی عبدالعزیز آل سعود (م- ۱۳۷۳ھ) نے انہیں اپنا مشیر برائے صوبہ حجاز مقرر کیا نیز سعودی مجلس شوریٰ کے نائب صدر وغیرہ اہم عہدوں پر تعینات کیا۔ (شرح الاجرومیۃ مع تقریرات، علامہ سید احمد دحلان وعلامہ سید عثمان شطا، طبع مصر ۱۹۵۳ء، کنز العطاء فی ترجمۃ العلامۃ السید بکری شطا، شیخ عبدالحمید قدس مکی شافعی، طبع اول ۱۳۳۰ھ، مطبع حسنیہ قاہرہ، ص ۶، ۱۲، تشنیف الاسماع، ص ۲۴۵-۲۴۶، سیر وتراجم، ص ۱۲۴-۱۲۷، مختصر نشر النور، ص ۱۴۳-۱۴۴، نظم الدرر، ص ۱۶۹)

(۷۶) شیخ عبدالعزیز بن عمر عکاس (م- ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء) نجد سے مشرق میں واقع احساء شہر میں پیدا ہوئے وہیں پر اپنے چچا کے علاوہ فقیہ احناف شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن ملا احسائی اور خلافت عثمانیہ کی طرف سے قاضی احساء شیخ عبیداللہ پشاوری سے تعلیم پائی۔ مزید حصول علم کے لئے مکہ مکرمہ کی راہ لی اور وہاں کے علماء سے مختلف علوم پڑھے۔ پھر بادشاہ عبدالعزیز آل سعود نے شیخ عکاس کو جبیل شہر کا قاضی مقرر کیا اور ۱۳۷۳ھ میں محکمہ امر بالمعروف میں احساء اور اس سے ملحقہ علاقوں کے لئے صدر نامزد کیا۔ (سیر وتراجم، ص ۱۸۸-۱۸۹)

(۷۷) شیخ محمد علی بلخیور (م- ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء) کے دیگر اساتذہ میں شیخ صالح بافضل (م- ۱۳۳۳ھ)، شیخ عمر باجنیدؒ (م- ۱۳۵۴ھ) اور شیخ محمد سعید بابصیل شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔ شیخ بلخیور جب مدرس ہوئے تو مسجد حرام میں باب داؤدیہ کے سامنے حلقہ درس منعقد کرتے۔ (سیر وتراجم، ص ۲۴۹-۲۵۱)

(۷۸) عرب وعجم سے تعلق رکھنے والے جن علماء ومشائخ کو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا کی ان کے ناموں کی حتمی فہرست تا حال منظر عام پر نہیں آئی۔ الدلیل المشیر سے معلوم ہوا کہ شیخ احمد بن عبداللہ ناضرین مکی شافعی رحمۃ الہ علیہ (م- ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء) نے فاضل بریلوی سے خلافت پائی۔ (بلوغ الامانی، ص ۶۵، تشنیف الاسماع، ص ۵۹-۶۰، الدلیل المشیر، ص ۴۷-۵۱، نثر الدرر، ص ۶۴)

(۷۹) شیخ حسن یمانی بن شیخ محمد سعید یمانی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م- ۱۳۹۱ھ /۱۹۷۱ء) مسجد حرام کے باب النبی ﷺ کے قریب درس دیا کرتے۔ آپ کے تلامذہ میں حجاز مقدس کے مشہور محقق وسعودی علماء سپریم کونسل کے رکن پروفیسر ڈاکٹر عبدالوہاب ابو سلیمان مکی (پ ۱۳۵۵ھ) اہم نام ہے (روزنامہ عکاظ جدہ ریاض ۲۶ رنومبر ۱۹۹۷ء ص ۴، بلوغ الامانی، ص ۶۴-۶۵)۔ آپ کے والد شیخ محمد سعید یمانی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م- ۱۳۵۴ھ) نے حسام الحرمین پر تقریظ لکھی۔

(۸۰) شیخ سالم شفی مکی (م- ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء) مسجد حرام میں مدرس کے علاوہ ہاشمی عہد کے مکہ مکرمہ میں فوری انصاف فراہم کرنے والی عدالت کے قاضی اور پھر سعودی عہد میں اعلیٰ عدالت میں قاضی و نائب تعینات

رہے۔(سیر وتراجم،ص۱۱۳/۱۱۵،نثر الدرر،ص۳۳)

(۸۱) مختصر نشر النور،ص۱۳۰،نظم الدرر،ص۱۶۸

(۸۲) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مکتبہ بنویہ، لاہور، طبع ۱۹۷۵ء، ص۷۹

(۸۳) الاجازۃ المتینۃ،ص۳۳

(۸۴) ایضاً،ص۴۹

(۸۵) مختصر نشر النور،ص۱۲۹

(۸۶) سیر وتراجم،ص۲۷،اہل الحجاز،ص۲۵۸،معارف رضا۱۹۹۹ء،ص۱۹۴

(۸۷) شیخ عبداللہ بن محمد غازی ہندی مکی (م۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء) مدرسہ صولتیہ میں کتب خانہ کے محافظ تھے۔ آپ علماء مکہ کے اہم سوانح نگار تھے، نشر النور کی تلخیص نظم الدرر کے نام سے تیار کی پھر اس کا تکملہ نثر الدرر تصنیف کیا۔ تاریخ وسیر وغیرہ موضوعات پر عربی میں آٹھ ضخیم تصنیفات ہیں جن میں ایک ''فتح القوی'' شائع ہوئی اور باقی کے مخطوطات محفوظ ہیں۔(فتح القوی فی ذکر اسانید السید حسین الحبشی العلوی، شیخ عبداللہ غازی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ناشر سید محمد حبشی مکہ مکرمہ، ص ۸۵-۹۳)

(۸۸) نظم الدرر حاشیہ،ص۱۶۸۔

☆☆☆

ممتاز سیاستدان عالم مبلغ اسلام، **حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی** صدیقی قادری رضوی نوراللہ مرقدہ

قرآن مادۂ تاریخ وصال، اجتباہ وھذا ہ الٰی صراط مستقیم ﴿سورۃ الانعام﴾

۴ ۲ ۴ ۱ ھ

چل بسے دنیا سے نورانی میاں	افتخار بزم عالم آدمی
آدمی بنتا ہے اس جیسا محال	یوں تو کہنے کو ہیں سب ہم آدمی
اعتبار بزم عشق مصطفٰی	عاشق شاہ دو عالم آدمی
رزم گاہِ خیر و شر میں حق پرست	ہوں گے اس جیسے بہت کم آدمی
دین کا بھی وہ حقیقت آشنا	وہ سیاست کا بھی محرم آدمی
پیکرِ ایثار و استقلال وجہد	بہر حق پُر جوش و پُر دم آدمی
استقامت کا بسالت کا نشاں	صاحب عزم و مصمّم آدمی
رزم میں فولاد کا قلعہ وہ شخص	بزم میں مثلِ بر شبنم آدمی
اس سے ہر طوفان ٹکرا کر خجل	کوہ کی مانند محکم آدمی
وہ ہمارا طنطنہ تھا بالیقین	حشمتِ حق وہ مکرّم آدمی
اس کا طارق نے کہا یوں سال وصل	''محتشم اقدس معظّم آدمی''

مراسلہ: طارق سلطانپوری، حسن ابدال، اٹک

معارف اسلاف

﴿آخری قسط﴾

علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ

(۲۷/جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ/ ۲۶/اگست ۲۰۰۲ء)

از: علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۱۳۵۴ھ/۱۹۷۴ء میں مفتی صاحب تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ جس کے لئے آپ نے مؤثر کردار ادا کیا اور اس عہدے پر بار بار مقرر ہوئے۔ اس تنظیم کی سند M.A کے برابر تسلیم کی جاتی ہے اور فقیر سمجھتا ہے کہ یہ سند M.A سے بلند ہے یہ حقیقت مدرسہ عالیہ مسجد فتحپوری، دہلی میں درس نظامی میں چند سال گزارنے کے بعد کھلی ورنہ یہ حقیقت چھپی رہتی، مدارس عربیہ کے بہت سے طلبہ نے اسی سند کی بنیاد پر مختلف یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کی سندیں حاصل کیں، بڑے فاضلانہ مقالات لکھے جو کسی بھی یونیورسٹی سے صرف ایم.اے کرنے والا ہرگز نہ لکھ سکتا۔ اس کے علاوہ ان سندات سے اچھی اچھی ملازمتیں بھی ملیں۔

مفتی صاحب جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی ناظم نشرواشاعت بھی رہے اور جمعیت علماء پاکستان، لاہور کے صدر بھی، تحریک ختم نبوت میں بھی حصہ لیا، قیدوبند کی صعوبت بھی برداشت کی۔ ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی حصہ لیا۔

جامعہ نظامیہ رضویہ کی تعمیر کے علاوہ سب سے اہم کام جو مفتی صاحب نے کیا وہ رضا فاؤنڈیشن کا قیام ہے۔ جس کی سرپرستی میں امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدوں کی تخریج وتدوین کا اہم کام ہوا، جب پہلی جلد شائع ہوئی تو علماء اہلسنّت سے جو توقع تھی پوری نہ ہوئی۔ مال تو تھا خریدار نہ تھا، بالعموم اہلسنّت کو کتابیں خریدنے اور پڑھنے کی عادت نہیں۔ جب فقیر نے عرض کیا دوسری جلد بھی چھپوائیں تو فرمایا پہلی جلد کے پیسے آئیں تو چھپواؤں۔ یہ سن کر بہت افسوس ہوا لیکن مفتی صاحب کی ہمت بلند تھی۔ فقیر نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا، آپ ضرور چھپوائیں۔ خدا کی شان جو علماء امام احمد رضا سے نفرت کرتے تھے وہی بڑھ چڑھ کر خریدنے لگے کیونکہ فتاویٰ رضویہ ایسی نادر کتاب ہے جو غیر مفتی کو بھی مفتی بنادیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غیب سے یہ سامان کردیا، تخریج وتدوین کا سلسلہ جاری رہا، ایک جلد کے بعد دوسری جلد چھپتی رہی یہاں تک کہ مفتی صاحب کی زندگی میں ۲۵/جدلیں شائع ہوگئیں اور دو جلدیں تیار ہیں، حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ یہ جلدیں بڑی پابندی سے سالوں فقیر کو ارسال فرماتے رہے یہاں تک کہ آخری مطبوعہ ۲۴ رویں جلد بھی وصال سے چند ماہ پہلے ارسال فرمائی۔

فتاویٰ رضویہ کے علاوہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے رضا فاؤنڈیشن کی طرف سے امام احمد رضا محدث بریلوی کی دوسری تصانیف (معربہ وغیر معربہ) اور آپ پر لکھی جانے والی دوسری عربی کتابیں شائع فرمائیں۔ مثلاً

۱......بساتین الغفران

۲......الامام اکبر المجدد الشیخ محمد احمد رضاخاں والعالم العربی (مطبوعه / ۱۹۹۸ء)

۳......الدولة المکیه بالمادة الغیبیه (مطبوعه ۱٤۲۲ھ / ۲۰۰۱ء)

٤......کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم (مطبوعه ۱٤۲۳ھ / ۲۰۰۲ء)

٥......انباء الحی (مطبوعه ۱٤٦۳ھ / ۲۰۰۲ء)

٦...... الرسائل لامام اهل السنه الشیخ احمد رضا خان القادری

امام احمد رضا محدث بریلوی کی کتابوں کی تدوین و طباعت وغیرہ کا معیار اتنا بلند ہے کہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ کتابیں پاکستان سے شائع ہوئی ہیں۔ بیروت کی چھپی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے جمالیاتی ذوق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

عرصہ ہوا فقیر نے علامہ محمد ظفر الدین علیہ الرحمہ کی تالیف صحیح البہاری شریف (جامع الرضوی) کی غیر مطبوعہ پہلی جلد کا مخطوطہ تدوین وتخریج اور طباعت کیلئے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو پیش کیا تھا جو فقیر کو علی گڑھ میں ڈاکٹر مختار الدین آرزو نے عنایت فرمایا تھا۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اس کو مدون کرایا اور چند ماہ قبل اطلاع دی کہ مخطوطہ کی تخریج وتدوین کا کام مکمل ہوگیا اب طباعت کا مرحلہ ہے۔ اس مہم میں مفتی صاحب کا حصہ تو ہے ہی لیکن جامعہ نظامیہ رضویہ کے محترم اساتذہ نے جو تن من دھن کی بازی لگائی وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ ان کی بے لوث خدمات کو کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا وہ تھوڑے مشاہرے میں وہ کام کرتے ہیں جو بڑی بڑی جامعات اور تحقیقی اداروں میں لاکھوں میں بھی نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ سب اساتذۂ کرام کو اجر عظیم عطا فرمائے اور حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادگان مولانا محمد سعید احمد، مولانا محمد عبدالمصطفیٰ، مولانا محمد عبدالمجتبیٰ اور مولانا محمد عبدالمرتضیٰ زید مجدھم کو مفتی صاحب کے اس مشن کو جاری رکھنے اور مزید ترقی دینے کی توفیق خیر رفیق عطا فرمائے۔ آمین

بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کا جامعہ نظامیہ رضویہ کے اساتذہ سے قدیم تعلق ہے، جس زمانے میں مفتی اعجاز ولی خان علیہ الرحمہ یہاں پڑھایا کرتے تھے، داتا دربار میں ان سے ملاقات ہوجایا کرتی تھی۔ وہ بڑے خلوص ومحبت سے ملتے تھے، ان کے بڑے بھائی علامہ مفتی تقدس علی خان علیہ الرحمہ کی محبت کا تو کچھ اور ہی عالم تھا۔ فقیر پر بہت ہی مہربان تھے۔ جامعہ نظامیہ کے اساتذہ میں علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد منشا تابش قصوری، مولانا عبدالستار سعیدی اور مولانا محمد صدیق ہزاروی فقیر کے خاص مخلصین میں ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان حضرات، سب اساتذۂ کرام اور جملہ طلبہ کو دونوں جہاں میں سرفراز فرمائے اور وہ علم ودانش کی شمعیں روشن کرتے رہیں۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

☆☆☆

چلتی ٹرین پر نماز اور اس کا حکم

آپ کا معارف

از: فضل احمد مصباحی *

*(مفتی جامعہ عربیہ ضیاء العلوم، بنارس)

قسط اول

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں وسائل کی کمی نہیں ہے۔ نت نئی ایجادات نے انسان کیلئے بہت ساری سہولیات فراہم کردی ہیں۔ وسائل کی فراوانی کے ساتھ بیشمار مسائل بھی پیدا ہوگئے ہیں۔ انہیں میں کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جن کا واضح حکم نہ تو قرآن وسنت کے نصوص میں ہے اور نہ ہی قدیم فقہاء کے ارشادات میں۔

ان حالات میں پیش آمدہ مسائل کا شرعی حل نکالنا کوئی آسان کام نہیں، اس کے لئے وفور علم اور وسعت مطالعہ کے ساتھ دقت نظر کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ ''چلتی ٹرین پر نماز'' کا مسئلہ بھی انہیں مسائل میں سے ایک ہے، قدیم فقہی کتابیں اس کے تذکرے سے خالی ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت اور اس دور کے اکابر علماء نے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ چلتی ٹرین پر فرض وواجب نماز صحیح نہیں ہوتی، وقت نکلتا دیکھے تو پڑھ لے پھر بعد میں اعادہ کرے۔ اس وقت میں یا اس کے بعد کسی معتمد ذی علم شخص نے اس حکم سے اختلاف کیا ہو کم ازکم یہ بات احقر کے علم میں نہیں ہے۔ اب جب کہ پاکستان کے محقق عالم (علامہ غلام رسول سعیدی صاحب) نے مسلم شریف کی شرح لکھی تو اس میں ان کا اختلاف دیکھنے کو ملا۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ دلیل کی روشنی میں مسئلہ کا صحیح تجزیہ پیش کردیا جائے تاکہ ہمارے اکابر کے فتویٰ کی حقانیت واضح ہوکر سامنے آجائے۔

حقیقت مسئلہ:

زمین یا تابع زمین پر کہ زمین سے اتصال، اتصال قرار ہو، استقرار اگر چہ بالواسطہ ہی ہو فرض وواجب میں شرطِ صحت نماز ہے، البتہ اگر عذر ہو تو یہ شرط باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ دابہ (چوپایہ) پر نماز بلا عذر جائز نہیں، اگر چہ چوپایہ ٹھہرا ہو کہ دابّہ (چوپایا) تابع زمین نہیں۔ یوں ہی بیل گاڑی پر جس کا جوا بیلوں پر رکھا ہو اور گاڑی ٹھہری ہو، جائز نہیں کہ استقرار زمین پر تو ہوا مگر بالکلیہ نہ ہوا، اس لئے کہ گاڑی کا ایک حصہ غیر تابع زمین پر بھی ہے۔ جب استقرار کی حالتوں میں نمازیں دابہ (چوپایہ) اور گاڑی (جب کہ جوا بیلوں پر رکھا ہو) پر درست نہ ہوئیں تو چلتی ٹرین پر نماز کیسے درست ہوسکتی ہے جس سے سرے سے استقرار ہی نہیں۔ لہٰذا اگر ریل نماز کے وقت میں نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے تو نماز پڑھ لے پھر بعد میں اس کا اعادہ کرے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ٹرین کے نہ رکنے میں جو عذر ہے کیا وہ اس قابل ہے کہ شرطِ استقرار کے سقوط میں مؤثر ہوسکے؟ ذیل میں اسی چیز کا قدرے تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔

عذر کے اقسام واحکام:

علماء نے عذر کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) عذر من جہۃ العباد، (۲) عذر من جانب اللہ،

عذر اگر مخلوق کی جانب سے ہو تو سقوطِ شرائط عبادت میں

اس کا اعتبار نہیں ہے۔ اس کے برخلاف اگر عذر من جانبِ اللہ ہو تو اس کا اعتبار ہے۔ جس کی مختلف نظیریں موجود ہیں۔ مثلاً

(۱)......جس شخص کے پاس ستر عورت کے لائق کپڑا نہ ہو اور اس نے ننگے ہو کر نماز پڑھ لی، پھر بعد میں کپڑا مل گیا تو کیا اس پر اس نماز کا اعادہ ضروری ہوگا جو اس نے ننگے ہو کر پڑھی ہے؟ علامہ ابن نجیم مصری حنفی فرماتے ہیں کہ اس پر اعادہ اس وقت لازم ہوگا جب کسی آدمی نے کپڑا پہننے سے اسے روک دیا ہو۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:

وینبغی ان تلزمۂ الاعادۃ عندنا اذا کان العجز بمنع من العباد کما اذا غصب ثوبۂ لما صرّ حوابہ فی کتاب الیتمم ان المنع من الماء اذا کان من قبل العباد یلزمۂ الاعادۃ"۔(البحر الرائق، ج۱،ص ۲۸۰)

(۲)......کسی شخص نے نماز کے لئے وضو کرنا چاہا لیکن اسے کسی دوسرے شخص نے وضو کرنے سے روک دیا اور قتل وغیرہ کی دھمکی دے ڈالی تو مسئلہ یہ ہے کہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور مانع کے زائل ہونے کے بعد وضو اور نماز کا اعادہ کر لے اس لئے کہ یہ عذر من جہۃ العباد ہے، من جہۃ اللہ نہیں، چنانچہ علامہ ابن نجیم مصری فرماتے ہیں:

وفی التجنیس رجل اراد ان یتوضأ فمنعۂ انسان عن ان یتوضأ بوعید قیل ینبغی ان یتیمم ویصلی ثم یعید الصلوٰۃ بعد مازال عنہ لان ھذا عذر جاء من قبل العباد فلا یسقط فرض الوضوء عنہ ا ھ فعلم منہ ان العذر ان کان من قبل اللہ تعالیٰ لاتجب الاعادۃ وان کان من قبل العبد وجبت الاعادۃ (البحر الرائق، ج۱،ص ۲۴۸)

فتح القدیر میں ہے:

لکن ھل یعید اذا امن بالوضو؟ قال فی النہایۃ قلت جاز ان تجب الاعادۃ علی الخائف من العدو بالوضوء لِاَنّ العذر من قبل العباد ا ھ یعنی وھم یفرقون بین العذر من قبل من لہٗ الحق ومن قبل العباد فیوجبون فی الثانی ولذاوجبت الاعادۃ علی المحبوس اذا صلی بالتیمم ثم خلص۔(فتح القدر، ج۱،ص ۱۳۷)

یعنی جب کسی دشمن کے ڈرانے دھمکانے پر تیمّم کر کے نماز پڑھی لی تو کیا دشمن کے خوف سے امن کی صورت میں وضوء کا اعادہ ضروری ہوگا؟ صاحب نہایہ نے فرمایا کہ وضو کا اعادہ واجب ہونا چاہیے اس لئے کہ یہ عذر من قبل العباد ہے۔ یعنی عذر من جانب اللہ اور عذر من جانب العباد میں علماء فرق کرتے ہیں اور عذر من جانب العباد کی صورت میں اعادہ کو واجب قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب قیدی تیمّم سے نماز پڑھ لے تو قید سے آزاد ہونے کے بعد وضوء اور نماز کا اعادہ اس پر ضروری ہوگا۔ علامہ جلال الدین خوارزمی اس تعلق سے رقمطراز ہیں۔

ذکر المصـ ـنف رحمۃ اللہ علیہ فی التجنیس والامام الولوالجی فی فتاواہ رجل ارادان یتوضأ فمنعۂ انسان عن التوضی بوعید قیل ینبغی ان یتیمم ویصلی ثم یعید الصلوٰۃ بعد مازال عنہ ذلک لان ھذا عذر جاء من قبل العباد فلا یسقط فرض الوضوء کالمحبوس فی السجن اذا وجد التراب الطاھر ولم یجد الماء یتیمم ویصلی فاذا خرج یعید فکذا ھذا، وفی شرح القدوری للعلامۃ الزاھدی رحمہ اللہ بعد مسئلۃ المحبوس فی السجن وکذا الاسیر اذا منعۂ الکفار عن الوضوء والصلوٰۃ یتیمم ویؤمی چم یعید وکذا المقید

ثم قال العلامة الزاهدی رحمة الله بخاف الخائف منهم لان الخوف من الله تعالیٰ" (کفایہ، ج۱، ص۱۱۸)

مصنف علیہ الرحمہ نے تجنیس میں اور امام ولوالجی نے اپنے فتاوے میں ذکر کیا ہے کہ کسی شخص نے وضو کرنا چاہا مگر کسی دوسرے نے اسے ڈرا دھمکا کر وضو کرنے سے روک دیا تو وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر بعد زوال مانع وضو اور نماز کا اعادہ کرلے، کیوں کہ یہ عذر بندوں کی طرف سے آیا تو فرض وضو ساقط نہ ہوگا جیسے قید خانہ میں قیدی جب پاک مٹی پائے اور پانی نہ پائے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے گا اور قید سے رہائی پانے کے بعد وضو، نماز سب کا اعادہ کرے گا اور علامہ زاہدی کی شرح قدوری میں محبوس (قیدی) کے مسئلہ کے بعد ہے، یوں ہی قیدی کو کافروں نے جب وضو اور نماز سے روک دیا تو وہ تیمم کے بعد اشارہ سے نماز پڑھے گا پھر بعد زوال مانع اعادہ کرے گا، پھر علامہ زاہدی نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے دشمن کے خوف سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی تو وہ خوف کے زائل ہونے کے بعد اعادہ اس لئے نہیں کرے گا خوف اللہ کی جانب سے ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"اعلم ان المانع من الوضو ان کان من قبل العباد کاسیر منعهٔ الکفار من الوضو و محبوس فی السجن ومن قیل لہ' ان توضأت قتلتك جازلهٔ التیمم ویعید الصلٰوة اذا زال المانع کذا فی الدرر والوقایة ای واما اذا کان من قبل الله تعالیٰ کالمرض فلا یعید"

(ردالمحتار، ج۱، ص۱۵۷)

یہ جان لو کہ وضو سے مانع اگر بندوں کی طرف سے ہو جیسے وہ قیدی جسے کفار نے وضو سے روک دیا اور قید خانہ میں مقید شخص، یوں ہی وہ شخص جس سے یہ کہا گیا کہ اگر تو نے وضو کیا تو تجھے قتل کردوں گا تو ان صورتوں میں اس کے لئے تیمم جائز ہے اور مانع کے زائل ہونے کے بعد نماز کا اعادہ کرے گا، اسی طرح دُرر اور وقایہ میں بھی ہے اور جب عذر اللہ کی جانب سے ہو جیسے مرض تو نماز کا اعادہ واجب نہیں۔

ان تمام فقہی اقتباسات سے جہاں یہ ثابت ہوگیا کہ عذر من جہۃ العباد عذر من جانب اللہ میں از روئے تاثیر حکم میں فرق ہے، وہیں یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عذر کی یہ تقسیم اور اس میں باہم فرق متأخرین کی اختراع اور من گھڑت چیز نہیں ہے جیسا کہ پاکستانی محقق (علامہ سعیدی) نے اس کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں:

''یہاں تو ہم نے اس اعتبار سے گفتگو کی تھی کہ عذر من جانب العباد کی وجہ سے رخصت نہ دینے کا قاعدہ باطل ہے، اگر ہم متأخرین کی اس اختراع اور وضع کو تسلیم کرلیں تب بھی ٹرین میں نماز کے دہرائے بغیر جواز پر کوئی اثر نہیں پڑتا''۔

(شرح صحیح مسلم، ج۲، ص۴۰۵)

ظاہر ہے کہ جس کے قائل و ناقل علامہ ابن ہمام جیسے محقق ہوں جنہیں علامہ شامی نے درجۂ اجتہاد پر فائز بتایا ہے؛ وہ لکھتے ہیں:

والکمال صاحب الفتح من اهل الترجیح بل من اهل الاجتهاد کما قد مناه۔ (ردالمحتار، ج۲، ص۶۷۷)

ان کے خلاف نہ تو ہم ان پر جرأت و جسارت کرسکتے ہیں اور نہ ہی اس قسم کی جسارت کو ہم لائق استحسان سمجھ سکتے ہیں۔ ہماری حیثیت بس اتنی سی ہے۔ "اما علینا فاتباع مارحجوه"

خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ بہر حال یہ ثابت ہوگیا کہ عذر کی وہ قسمیں ہیں اور ان میں سے ایک قسم یعنی عذر من جہۃ العباد سقوط شرائط نماز میں مؤثر نہیں ہے۔

چلتی ٹرین پرنماز میں عذر من جانب العباد ہے:

جب تک ٹرین پوری رفتار کے ساتھ چل رہی ہو اور نماز کا وقت نکل رہا ہو تو ٹرین کا نہ رکنا ڈرائیور کی وجہ سے ہے، لہٰذا یہ منع من جانب العباد ہوا جیسے کسی شخص کو وضوء پر قتل کی دھمکی دی گئی تو وضوء سے منع من جہۃ العباد ہوا۔ ٹرین میں استقرار سے مانع ڈرائیور کا ٹرین کو نہ روکنا ہے۔ ٹرین سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرنے کا خوف استقرار سے مانع نہیں ہے۔ کیا چلتی ٹرین سے چھلانگ لگا دینے پر ٹرین رک جائے گی-؟ کیا استقرار حاصل ہو جائے گا-؟ لہٰذا یہ کہنا:

''اگر ریل کو چوپایہ پر قیاس کیا جائے تب بھی جان اور مال کی ہلاکت کے عذر کی وجہ سے اس پر فرض نماز جائز ہے اور اعادہ لازم نہیں ہے اور واضح ہے، کیونکہ جس وقت ٹرین تقریباً ایک سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی ہو اور نماز کے پورے وقت میں نہ رکتی ہو ایسے وقت میں ٹرین سے نماز پڑھنے کے لئے اترنا اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے''۔ (شرح صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۹۹)

الٹی فکر ہے، کس نے ٹرین سے اتر کر نماز پڑھنے کو ضرور قرار دیا ہے؟ کیا ٹرین کھڑی ہو جائے تو کلیۃً استقرار زمین پر بالواسطہ حاصل نہیں ہوگا؟ کیا اس وقت نماز درست نہ ہوگی-؟ ہوگی اور یقیناً ہوگی۔

بات دراصل یہ ہے کہ جس نے بھی اس قسم کی بات کہی وہ چوپایہ اور ٹرین پر نماز کے فرق کو سمجھ نہ سکے۔ چوپایہ پر فرض نماز دو وجہ سے درست نہیں:

۱----اگر چوپایہ چل رہا ہو (سیر کی حالت میں ہو) تو زمین پر نفس استقرار نہ ہونے کی وجہ سے،

۲----اور اگر سیر کی حالت میں نہ ہو تو زمین پر استقرار بالکلیہ نہ ہونے کی وجہ سے۔ یہی وجہ ہے کہ عذر نہ ہونے کی صورت میں چوپایہ پر نماز نہ ہوگی، اگرچہ وہ ٹھہرا ہو، بلکہ زمین پر اتر کر نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔ چنانچہ بدائع میں ہے:

"لا یجوز اداء الفرض علی الدابة مع امکان النزول"
(بدائع الصنائع، ج ۱، ص ۲۹۱)

اس کے برخلاف ٹرین اگر چل رہی ہو تو نماز اس لئے درست نہ ہوگی کہ استقرار نہیں ہے۔ جیسا کہ بدائع میں ہے:

لان السیر منـاف للصلـوٰة فی الاصل فلا یسقط اعتباره الالضرورة" (بدائع، ج ۱، ص ۲۹۱)

اور اگر ٹرین کھڑی ہوگئی تو نماز اس لئے درست ہو جائے گی کہ استقرار بالکلیہ، بالواسطہ زمین پر حاصل ہے۔

جب ٹرین سے اتر کر نماز پڑھنا ضروری نہیں تو اب منع و عذر صرف ٹرین کے نہ رکنے کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ وہ من جانب العباد ہے، من جانب اللہ نہیں۔ لہٰذا چوپایہ پر قیاس کرتے ہوئے ٹرین سے اترنے کی صورت میں خطرہ کے پیش نظر عذر کو من جانب اللہ قرار دینا انصاف و دیانت کے خلاف ہے۔

(جاری ہے)

فروغِ رضویات کا سفر

اپنے دیس............بنگلہ دیس میں (قسط پنجم)

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

رات گئے دیر سے سویا رات بھر بارش کا سلسلہ رہا، جب بارش میں شدت پیدا ہوتی آنکھ کھل جاتی حضرت مفتی امین الاسلام کے منجھلے صاحبزادے مولوی حافظ عاشق الرحمٰن صاحب نے اپنا کمرہ فقیر کیلئے خالی کر دیا تھا، اس میں احقر کی آسائش کے تمام ضروری اشیاء تھیں۔ مفتی صاحب قبلہ کے دائیں اور بائیں جانب ان کے دو برادران کے گھر ہیں۔ دائیں جانب برادر اکبر حضرت امام اہلسنّت (بنگلہ دیش) مولانا، نور الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی قیام پذیر ہیں اور بائیں جانب برادر خود حضرت مولانا بذل الرحیم ہاشمی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے جناب مولوی مدثر الرحمٰن ہاشمی رہائش رکھتے ہیں، مشرق کی طرف سامنے ایک گلی ہے، اسی سے متصل ایک وسیع وعریض قطعہ زمین پر مفتی صاحب کے والد ماجد حضرت سلطان الواعظین علامہ قاضی احسن الزمان ہاشمی علیہ الرحمۃ کا قائم کردہ احسن العلوم جامعہ غوثیہ اور مسجد ہے۔ یہ تمام جائداد حضرت سلطان الواعظین علیہ الرحمہ کی ملکیت تھی۔ اب وراثۃً تمام مذکورہ حضرات اور ان کی آل اولاد یہاں مقیم ہیں۔ حضرت سلطان الواعظیم نے کل گاؤں اور ارد گرد کے علاقہ کے مسلمان بچوں کی دینی تعلیم اور اسلامی خطوط پر ان کی تربیت کیلئے اپنی جائداد کے ایک بڑے حصہ پر احسن العلوم جامعہ غوثیہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا جو اب ایک عالیشان عالیہ مدرسہ میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اس دارالعلوم کے پرنسپل حضرت امام اہلسنّت کے بڑے صاحبزادے ابوالبیان حضرت مولانا رضوان الرحمٰن ہاشمی مدظلہ العالی ہیں۔

اس مدرسہ اور حضرت مفتی صاحب کے گھر کے درمیان ایک پتلی سی گلی حائل ہے۔ لیکن بارش اس قدر زوردار تھی کہ نماز کیلئے مدرسہ کی مسجد تک پہنچنا نہایت مشکل ہو گیا۔ صبح کی اذان سے قبل فقیر کی آنکھ کھل گئی۔ حضرت کے صاحبزادگان میں عزیزی مولانا شاھد الرحمٰن ہاشمی صاحب، عزیزی حافظ خالد الرحمٰن ہاشمی صاحب اور آپ کے داماد حضرت مولانا انیس الزماں صاحب فقیر کی خدمت گزاری میں پیش پیش تھے، رات کافی دیر کے بعد یہ حضرات اپنے اپنے کمروں میں گئے، فقیر کا کمرہ اوپر کی منزل پر تھا، فجر کی اذان کے کچھ دیر بعد ماشاء اللہ تمام صاحبزادگان، راقم کے کمرے میں آپہنچے، راقم نے جب سنّت فجر کا سلام پھیرا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے نماز فجر ادا کر لی، فقیر نے نفی میں سر ہلا دیا تو ان حضرات نے فرمایا کہ بارش بہت سخت ہو رہی ہے مسجد تک جانا ممکن نہیں لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا کہ آج آپ کی امامت میں نماز ادا کریں گے، خود قبلہ مفتی صاحب بھی باوجود اس کے کہ وہ قلب کے مریض ہیں اور ڈاکٹروں نے اوپر کی منزل پر چڑھنے کو سخت منع کیا ہے فقیر کے کمرے میں آپہنچے اور یہ اصرار اس گنہگار ہیچمدان کو آگے مصلّے پر ہاتھ پکڑ کر کھڑا کر دیا یہ کہہ کر کہ ہم سب آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں، اللہ اکبر! کیا عاجزی اور انکساری ہے: اخلاقِ عالیہ کا نمونہ ہے یہ

خانوادہ، اللہ تعالیٰ احسن الواعظین کے اس خانوادے کو تا صبح قیامت پھولتا پھلتا رکھے اور تعلیم و تعلم اور رشد و ہدایت کا سلسلہ یہاں سے جاری و ساری رہے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعا اور وظائف سے فراغت کے بعد چائے پیش کی گئی۔

۸ر بجے تک پر تکلف ناشتہ کیلئے نیچے ڈائننگ روم میں لے جایا گیا۔

۱۰ر بجے کے قریب ایک صاحبزادے آئے کہ حضرت امام اہلسنّت ناشتہ پر انتظار فرما رہے ہیں، مہمانوں کو یاد کر رہے ہیں۔ فقیر عزیزی علامہ ڈاکٹر ارشاد احمد بخاری، حضرت مفتی صاحب قبلہ، مولانا شاھد الرحمٰن وغیرہ کی رہنمائی میں پڑوس میں حضرت امام اہلسنّت کی نشست گاہ میں گئے۔ ان کی زیارت کر کے حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی یاد تازہ ہوگئی، وہی حلیۂ نشست و برخواست اور گفتگو کا وہی انداز، پان کھانے کا بھی وہی طریقہ وسلیقہ، انہوں نے راقم اور ڈاکٹر بخاری صاحب کا بڑا اعزاز واکرام فرمایا، بہت محبت سے پیش آئے۔ فقیر کا غوث اعظم کانفرنس میں آنے کا بہت شکریہ ادا کیا۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی خدمات کی بڑی تعریف کی۔ فقیر نے ماہر رضویات قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب، محبی عزیزی ڈاکٹر مجید اللہ قادری اور دیگر اراکین ادارہ کا سلام پیش کیا اور امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۳ء کی مطبوعات پیش کی۔ حضرت امام اہلسنّت بہت خوش ہوئے ہماری ایک ایک مطبوعات کو ملاحظہ کرتے جاتے اور آنکھوں اور سر سے لگاتے جاتے۔ اس نشست میں حضرت مولانا عبدالمنان مدظلہ (مترجم کنزالایمان، بنگالی) بھی تشریف فرما تھے، آپ کو امام اہلسنّت بنگلہ دیش سے شرف داری بھی حاصل ہے اس کے علاوہ آپ خلافت و اجازت سے بھی مشرف ہیں، مولانا عبدالمنان صاحب، بنگلہ دیش کے جید علماء و مصنفین میں شمار ہوتا ہے۔ اردو بڑی روانی سے بولتے اور لکھتے ہیں۔ کنزالایمان کے علاوہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ اور دیگر علماء اہلسنّت کی متعدد اردو تصانیف کا ترجمہ کر چکے ہیں جو اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن اور رضا اسلامک اکیڈمی چٹا گانگ کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔ اس قدر خصوصیات کے باوجود انکساری، عاجزی کا یہ عالم تھا کہ جب تک اس نشست میں رہے حضرت مولانا نورالاسلام ہاشمی صاحب کے سامنے مؤدب کھڑے رہے کرسی پر نہ بیٹھے۔ علمائے بنگال میں، بزرگ، اساتذہ مرشدان کرام کا جو احترام اور اعزاز دیکھنے میں آیا پاکستان میں مفقود ہوتا جا رہا ہے۔

☆☆☆

خواتین کا معارف

اسلام اور عورت

﴿قرآنی آیات کی روشنی میں﴾

علامہ سید سعادت علی قادری*

عورت کے ساتھ اچھا برتاؤ:

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۝

''اور جن کو طلاق دی گئی ہے، ان کو خرچ دینا چاہیے، مناسب طور پر یہ واجب ہے پرہیز گاروں پر'' (پ۲، البقرہ، ۲۴۱)

طلاق کے بعد مدتِ عدت پوری ہونے تک عورت کے تمام اخراجات کا ذمہ دار شوہر کو قرار دیا گیا کیونکہ عدت کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس بات کا یقین ہو جائے کہ مطلقہ حاملہ تو نہیں گویا یہ عورت علیحدگی کے باوجود شوہر کے نسب کی حفاظت کر رہی ہے، لہٰذا انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ مرد ہی اس کا کفیل ہو۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ۝

''اور زندگی بسر کرو، اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے پھر اگر تم انہیں ناپسند کرو (تو صبر کرو) شاید تم کسی چیز کو ناپسند کرو، اور اللہ نے اسی میں (تمہارے لئے) خیر کثیر رکھ دی ہو'' (پ۴، النساء، ۱۹)

عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا عام حکم دیا جا رہا ہے اس سے پہلے اہل ایمان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ عورتوں کو دیگر مال، جائداد وغیرہ کی طرح بے بس اور مجبور سمجھ کر تم زبردستی ان کے بھی وارث بن بیٹھو، تاکہ ان کے مال پر تمہارا قبضہ ہو سکے، عورت انسان ہے تمہاری طرح وہ اپنے جسم و جان کی خود مختار ہے وہ اپنے مال میں بھی اپنی مرضی کے مطابق خود تصرف کر سکتی ہے، وہ ہرگز کسی کی وراثت میں نہیں آ سکتی پس تمہیں چاہیے کہ اس سے انسانوں جیسا برتاؤں کرو اگر وہ تمہاری بیوی ہے تو اس کے ساتھ نہایت خوشگوار زندگی بسر کرو، بیوی، لونڈی، یا باندی کی طرح نہیں کہ بس وہ تمہاری خدمتگاری کرتی رہے اور اگر ذرا بھی اس سے کوتاہی ہو تو تم اسے مارنے اور پیٹنے لگو یا گھر سے نکال دو نہیں بلکہ تمہیں اس کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ (حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام نے لونڈیوں کی بھی عزت نفس کا احترام ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے اور ان سے عزّت و احترام کے ساتھ سلوک کا حکم دیا ہے) رواداری اور درگذر کا برتاؤ کرنا چاہیے اس کو اتنی محبت دینا چاہیے کہ وہ تمہاری اطاعت تمہارے خوف یا تمہاری دولت کے لالچ سے نہ کرے بلکہ وہ تمہیں اپنا محبوب جان کر اپنا سب کچھ تم پر قربان کر دے تمہارا رویہ اس کے ساتھ ایسا ہو کہ بس تم ہی اس کے دل و دماغ پر چھا جاؤ، وہ تمہارے علاوہ کسی کے متعلق اپنے دل و دماغ میں خیال تک نہ لائے، تم ہی اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاؤ کہ اس کی نظر میں کوئی دوسرا نہ جچے، حتیٰ کہ عورت میں کوئی عیب کوئی خرابی بھی ہو تو مرد کو چاہیے کہ وہ اس سے درگزر کرے اور سوچ لے کہ اللہ بہتر جاننے والا ہے یہی عورت میرے لئے نہ جانے کتنے بھلائیوں کا سبب ہوگی۔

مرد کا کمال، عورت کے ساتھ اچھا برتاؤ کر کے اسے اپنا بنا لینا ہے، عورت کو اپنا محکوم جاننا اس پر اپنا ڈر غالب کر دینا کوئی کمال نہیں وہ شوہر کامیاب ہے جس کی بیوی ہمہ وقت اس کا قرب چاہتی اور اسے اپنی نظروں سے اوجھل ہونا گوارا نہیں کرتی اور وہ شوہر ناکام ہے جس کی بیوی پر اس کا وجود بار ہوتا ہو حتیٰ کہ اگر شوہر گھر میں ہو تو وہ انتظار کرے کہ کب یہ باہر جائے اور میں سکون کا سانس لوں، گویا مرد سے اس کا تعلق جبر کا ہے کہ وہ اس کے ساتھ رہنے پر صرف مجبور ہے۔

*(مبلغ اسلام، مشہور عالم دین اور صاحب تصانیف)

(ماخوذ از ''اچھا برتاؤ'' القادری اسلامک پبلی کیشن، پاکستان، بالینڈ ...)

دینی تعلیم
علمائے دین کی نظر میں

طلباء کا معارف (قسط چہارم)

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

(د) معاشرتی ذمہ داریوں کی اہلیت کا معیار معاشرہ کی تشکیل پر موقوف ہے جبکہ معاشرہ کی تشکیل حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جیسی حکومت ہوگی ویسا ہی معاشرہ تشکیل پائے گا۔ الناس علی دین ملوکھم کا یہی مطلب ہے۔ لہٰذا یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ کس قسم کا معاشرہ تشکیل دیتی ہے اور اس کیلئے کسے اہل قرار دیتی ہے۔ آج اگر اسلامی معاشرہ تشکیل دیا جائے اور عملاً اسلام نافذ ہوجاتا ہے تو اہلیت کا معیار تبدیل ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ ۲۰۰ سال قبل تک ایسا معاشرہ تھا جس میں تمام تر معاشرتی ذمہ داریاں علماء کے سپرد تھیں۔ اس کے بعد انگریز کا تشکیل کردہ معاشرہ آیا تو اہلیت کا معیار بھی تبدیل ہوگیا۔ لہٰذا معاشرتی اہلیت کی بنیاد سرکاری منصوبہ بندی ہے۔ آج اگر منصوبہ بندی کرتے وقت علماء کی خدمات کو شامل کیا جائے تو خود بخود لوگ دینی تعلیم کو اہلیت کا معیار قرار دیں گے۔

(ہ) اہلیت اگر انسانی کمال، علمی استعداد اور صلاحیتِ کار کا نام ہے تو اس کا مظاہرہ حکومتی سرپرستی ختم ہوجانے کے باوجود آج تک علماء کرام کررہے ہیں، دینی تعلیمی نصاب اور اس کے حاملین کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کے باوجود، آج بھی یہ نصابِ تعلیم اور اس کے حامل رواں دواں ہیں۔ اس کے برعکس اگر موجودہ سرکاری نصابِ تعلیم اور اس کے حاملین کی سرکاری سرپرستی ختم ہوجائے تو یہ پوری عمارت زمین بوس ہوجائے گی۔ نہ یہ نصاب رہے گا اور نہ ہی اس کے حاملین، کیونکہ اس کی بنیاد ذاتی خوبی پر نہیں بلکہ ملازمت کے سبز باغ پر ہے۔

کردار میں وسعت کی ضرورت:

دینی مدارس کے موجودہ نظام کو برقرار رکھتے ہوئے ان سے فارغ ہونے والے افراد کے معاشرتی کردار میں وسعت کا سوال حکومت سے کیا جانا مناسب ہے۔ اگر وہ خلوصِ نیّت سے یہ چاہتی ہے تو اس کے لیے علماء کرام ہر ایک ذمہ داری کا بار اٹھانے پر آمادہ ہیں، یہ ذمہ داری انتظامی، قانونی، عدالتی، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تیس قسم کے علوم میں تدریس و تحقیق کے علاوہ ہر قسم کی منصوبہ بندی میں اعلیٰ قسم کی صلاحیت کا مظاہرہ کرسکتے ہیں۔ اگر کسی تکنیکی شعبہ میں ذمہ داری سونپنا چاہتے ہیں تو اس شعبہ میں تربیت کے بعد علماء کرام ذمہ داری قبول کرنے کو تیار ہیں جس طرح سرکاری اداروں سے فارغ التحصیل حضرات کو تکنیکی شعبہ میں اس کی تربیت کے بعد ہی ذمہ داری سونپی جاتی ہے جبکہ اس تربیت کی اہلیت علماء کرام میں دوسروں کی نسبت زیادہ ہے۔ محض انگریزی زبان کو علماء کی نااہلی کے لئے عذر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ زبان اور علم میں فرق واضح ہے۔ اگر اس کو عذر قرار دیا جائے تو علماء چھ ماہ میں اس عذر کا ازالہ کرسکتے ہیں، بشرطیکہ حکومت منصوبہ بندی میں سنجیدہ ہو نیز آزمائش شرط ہے۔

معیار کی بہتری کے لئے قواعد وضوابط:

سوال کے پہلے جز میں درسِ نظامی کا ذکر ہے غالباً دینی مدارس کے معیار کی بہتری کا سوال مراد ہے کیونکہ درسِ نظامی دینی

مدارس کے نصاب کا نام ہے جس کا معیاری ہونا مسلّم ہے۔ اگر مدارس کے معیار کا سوال ہوتو پھر معیاری شرائط کے متعلق ہی سوال کافی تھا۔ کسی مقام پر نئے مدرسہ کے آغاز پر پابندی کا ذکر غیر متعلق ہے کیونکہ مدرسہ دینی تعلیم کے مرکز کا نام ہے۔ یہ مراکز جتنے زیادہ ہوں گے یہ تعلیم اتنی زیادہ ہوگی۔ جب حکومتی پالیسی بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں تا کہ تعلیم عام ہو۔

جبکہ دینی مدرسہ میں طلباء کی مفت تعلیم بلکہ ان کے اقامتی اخراجات بھی خود مدرسہ کے آغاز کرنے والے کو برداشت کرنا ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان اداروں کا قیام نہ صرف تعلیمی وسعت کا ذریعہ ہے بلکہ خدمتِ خلق اور اس کی فلاح کا باعث بھی ہے اس کے مقابلہ میں سرکاری تعلیم کے اداروں کے آغاز پر کوئی پابندی نہیں خواہ یہ ادارے تجارت کی بنیاد پر ہی کیوں نہ قائم ہوں اور تعلیم کے نام پر لوٹ مار ہی کیوں نہ کرتے ہو ان کا آغاز صرف اسی لیے پسندیدہ ہے کہ وہاں تعلیمی نصاب سرکاری ہے۔ رہا یہ سوال کہ دینی مدارس کے آغاز کیلئے قواعد وضوابط کیا ہوں؟ اور کون وضع کرے اور کون نافذ کرے؟

اس کا جواب واضح ہے کہ یہ ضابطے مدارس کے اغراض و مقاصد اور اس کی تعلیم کے پیشِ نظر وضع کیے جاسکتے ہیں مگر ان کے نفاذ کیلئے آزاد معاشرہ میں جبر نہیں کیا جاسکتا البتہ اخلاقی دباؤ کارآمد ہوسکتا ہے۔ جس کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اداروں کو امداد مہیا کرنے والے اتھارٹی مناسب ضابطے وضع کرے اور جو ادارہ یا مدرسہ ان ضابطوں کی پابندی کرے اسے امداد دی جائے۔

مثلاً محکمہ زکوٰۃ علماء کرام کا ایک بورڈ بنائے جو معیاری ضابطے وضع کرے پھر ان ضابطوں کی پابندی کرنے والے اداروں کو امداد دی جائے لیکن اس کے لیے نیک نیتی سے اصلاحِ احوال مقصود ہو۔ محض اداروں کے قیام کو روکنا یا ان کو ناکام بنانا مقصود نہ ہو۔ ورنہ یہ ایک گناہِ عظیم اور معاشرہ کی اصلاح وفلاح کا راستہ کو مسدود کرنے کے مترادف ہوگا۔ جس کو معاشرہ کسی طرح بھی قبول نہیں کرے گا۔

نصاب اور موجودہ تقاضے:

یہ سوال نمبر 1 کا اعادہ ہے جس کا جواب دیا جاچکا ہے تاہم دوبارہ وضاحت کیلئے اتنا عرض کردینا کافی ہوگا کہ اگر سرکاری نصاب جو پرائمری تا ایم.اے صرف چھ مضامین یا زیادہ سے زیادہ آٹھ مضامین پر مشتمل ہے۔ اسکے فارغ التحصیل جن کی کامیابی کا دارومدار نصاب پر نہیں بلکہ نصابی خلاصوں اور امتحانی گسں پیپرز پر ہے، اگر اسے اہل قرار دیا جاسکتا ہے تو تیس علوم کے فضلاء جن کی کامیابی کا معیار محنت اور نصاب کی تکمیل پر ہے انہیں کیوں اہل قرار نہیں دیا جاسکتا؟ اس کا سبب صرف سرکاری منصوبہ بندی کی خامی ہے۔ جبکہ عصری، علمی اور دینی قیادت آج بھی علماء کے ہاتھ میں ہے جس کا انکار اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے البتہ حکومتی قیادت کا سوال درست ہے جبکہ حکومت سیاسی، علمی یا دینی قیادت پر مبنی نہیں ہے بلکہ پاکستان میں حکومتی قیادت ایک مخصوص طبقہ کی اجارہ داری پر مبنی ہے۔

تاہم کسی بھی ترمیم واضافہ کا کوئی مقصد متعین کرنا ضروری ہے جبکہ مقصد کے تعین کے بغیر مسلّمہ نصاب کو تبدیل کرنا بے معنی ہوگا بلکہ اس سے تعلیمی معیار کو گرانا اور کمزور کرنا مقصود ہوگا جس کا کوئی عقل مند شخص تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اس نصاب کا مشکل ہونا ہی اس کی خصوصیت ہے کیونکہ جن مقاصد کیلئے یہ نصاب وضع کیا گیا وہ عظیم تر مشکل ترین ہیں جن کا حل یہی نصاب ہے، لہٰذا وہ مقاصد واضح کیئے جائیں تا کہ ان کے مطابق ترمیم واضافہ ممکن ہو۔

(جاری ہے)

حضرت ابراھیم علیہ السلام اور ان کی سنت

از قلم: محمد جمیل قادری

عیدالاضحیٰ یعنی قربانی کا یوم، مصر، سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ میں عید البقرۃ، ایران میں عید قربان، پاکستان، ہندوستان اور ٹرنڈاڈ میں بقر عید، ترکی میں قربان بیرام، خلیج عرب میں یوم النحر اور سینیگال میں تباسکی کے ناموں سے بھی مشہور ہے لیکن سب سے اہم بات یہ کہ دنیا بھر میں وہ عیدالکبیر یا بڑی عید کے نام سے یاد کی جاتی ہے اور اسے عید الصغیر یعنی عیدالفطر نامی اس چھوٹی عید کے مقابل میں امتیازی حیثیت حاصل ہے جو بڑی عید سے دو ماہ دس دن قبل منائی جاتی ہے

عید کے لغوی معنی:

عید کے معنی ہیں بار بار آنے والی خوشی۔ بقرعید کو قربانی کی تقریب بھی کہتے ہیں۔ جو ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ نویں ذی الحجہ کے دن حجاج کرام مکہ معظمہ سے باہر میدان عرفات کیلئے روانہ ہوجاتے ہیں اور وہاں سارا وقت عبادت میں گزارتے ہیں۔ اس (وقوف عرفات) کو مناسک حج میں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ جس کے بغیر حج مکمل ہی نہیں قرار پاتا۔

مسلمانوں کے نزدیک حج اور قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقیدۂ واثق کا اعادہ کرنا ہے جنہیں قرآن پاک نے سب سے پہلا مسلمان اور حنیف ہونے کی فضیلت عطا کی۔ نبی اکرم ﷺ کی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی کوئی استاد (معلّم) نہ تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمانوں اور زمین کی مملکت دکھائی تا کہ اہل یقین میں سے ہوجائیں:

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ (۶/۷۵)

ترجمہ: ''اور اسی طرح ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی ساری بادشاہی دکھاتے ہیں اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہوجائے''

آپ اپنے ایمان میں غیر متزلزل اور سچے تھے اور راستبازی میں راسخ تھے جبھی تو حنیف کہلائے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتاً اللّٰہ حنیفا ولم یک من المشرکین (۱۶/۱۲۰)

''بے شک ابراہیم ایک امام تھا اللہ کا فرمانبردار اور سب سے جدا اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھا''

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت کو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ یعنی اتباع کرنے اور اپنانے کیلئے ایک نمونہ بنایا کیونکہ آپ نے اللہ کی اطاعت کیلئے خود کو وقف کر دیا تھا اور آپ نے کسی وقت بھی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو ہرگز شریک نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے چند احکام کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحان لئے جن میں سے ہر ایک میں آپ کامیاب اترے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری انسانیت کیلئے اتباع کا ایک نمونہ بنا دیا کیونکہ ہر بات اور ہر عمل آپ نے کسی برے انجام یا مخالفت سے بے خوف

ہو کر محض راضی برضائے الٰہی کی خاطر کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیبیاں تھیں۔ ایک بی بی سارہ اور دوسری بی بی ہاجرہ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ آپ کو ایک فرزند صالح عطا ہو۔ رَبِّ هَبۡ لِيۡ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ

''الٰہی مجھے لائق اولاد دے'' (۱۰۰/۳۷)

جب آپ کی عمر چھیاسی (۸۶) برس ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو ایک فرزند عطا فرمایا جیسا کہ قرآن مجید (۳۷/ سورۃ آیت نمبر ۱۰۱) میں ارشاد ہے: فَبَشَّرۡنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيۡمٍ

یعنی ''ہم نے ایک حلم والے لڑکے کی اس کو خوشخبری سنائی''

اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ صرف بیٹا ہوا بلکہ فرزند صالح پیدا ہوا۔ یہی نہیں بلکہ وہ حلیم یعنی قربانی دینے اور برداشت کرنے پر مستعد بھی ہے اس فرزند کا نام اسماعیل رکھا گیا اسماعیل کا لفظ مشتق ہے سمع سے، بمعنی سننا، اللہ تعالیٰ نے فرزند صالح دینے کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سن لی لہٰذا جب یہ دعا قبول ہوگئی اور فرزند پیدا ہوتو اس کا نام اسماعیل ہوا۔ اس طرح باپ اور بیٹے دونوں کو جسمانی و روحانی ہر طرح قربانی کا جذبہ ودیعت فرمایا گیا اور وہ دونوں اب کسی بھی چیلنج (للکار) کسی بھی امتحان اور کسی بھی آزمائش کا مقابلہ کرنے کو تیار تھے۔

نیز اللہ کے احکام کی تعمیل کی خاطر خود اپنی قربانی دینے کیلئے بھی آمادہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تاریخ، میں ساری انسانیت کیلئے قابل تقلید نمونوں کی حیثیت سے جاوداں بن گئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام اب سرزمین مکہ میں پروان چڑھ رہے ہیں جو چاہ زم زم کے قریب ایک بنجر ریگزار میں واقع ہے اور جہاں مشرکین یا یہود و نصاریٰ کی تعلیمات کا وجود نہیں تھا۔ آپ اپنے پیدائشی دین، فطرت یعنی اسلام کے ساتھ بڑھتے جارہے تھے۔ آپ ایسے مسلم بچے تھے جو کسی بیرونی مداخلت کے بغیر خالصتاً خدا کے سہارے پرورش پارہے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند اسماعیل کے ساتھ مل کر کعبہ مکرمہ کی تعمیر کی جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے مختص سب سے پہلا گھر بنایا گیا تھا۔ کعبہ سے مراد مکعب ہے وہ خانۂ خدا یا بیت اللہ کے نام سے مشہور ہے جو عالم اسلام کیلئے روحانی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے باپ اور بیٹے دونوں کو چن لیا اور انہیں کعبۂ مکرمہ (بیت اللہ) کی دوبارہ تعمیر کی ہدایت فرمائی۔ یہ اس لئے کہ اللہ چاہتا تھا کہ ایک مرکز پر سب اللہ کی عبادت کیلئے جھکیں اور پاک و طاہر افراد اللہ تعالیٰ کے گھر کی دیکھ بھال کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے گھر کو دوبارہ تعمیر کیا، پاک وصاف کردیا۔ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام دونوں نے کعبہ کا طواف کیا یعنی اس کے اطراف میں چکر لگائے اور اس کے بعد اسی مقام پر نماز پڑھی جو اب مقام ''ابراھیم'' کہلاتا ہے۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رضا کو مکمل طور پر اللہ کے سپرد کردیا اور مسلمان ہونے میں ایک مثالی نمونہ ثابت ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلان کا نشانِ قدم آج بھی مقام ابراہیم پر دیکھا جاسکتا ہے اس مقام ابراھیم پر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں اپنے لئے اور اپنی نسل اور ماں باپ کیلئے نیز ہم جیسے تمام مومنوں کیلئے دعا کی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رَبِّ اجۡعَلۡنِيۡ مُقِيۡمَ الصَّلٰوةِ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِيۡ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ رَبَّنَا اغۡفِرۡلِيۡ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡحِسَابُ

''اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا اے

ہمارے رب میری دعا سن لے اے ہمارے رب مجھے اور ہمارے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا''

قرآن مجید کے سورت ۳۷ کی آیات ۱۰۲ تا ۱۰۶ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ منیٰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند اسماعیل اور آپ کی بیوی بی بی ہاجرہ علیہا السلام کا امتحان لینا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کی قربانی دیں وہ بیٹا جو اکلوتا ہی نہیں تھا بلکہ جو آپ کو اپنی ضعیف العمری میں عطا فرمایا گیا تھا اور آپ کا سہارا تھا باپ نے اپنے بیٹے سے خواب کے بارے میں رائے پوچھی بیٹے نے فوراً رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا اگر یہ سب اللہ کیلئے ہے تو بیٹے کو قربان کرنے میں باپ کو کوئی پس و پیش نہیں کرنا چاہیے۔ اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے والد سے اپنے ہاتھ کو رسی سے باندھ دینے اور آنکھوں پر کپڑا لپیٹ دینے کی درخواست کی تاکہ جو کچھ واقع ہو رہا ہے اس کو نہ وہ دیکھ سکیں اور نہ ہی وہ کوئی جنبش کر سکیں۔ ایک چودہ سالہ لڑکا اپنی پیشانی کے بل زمین پر لیٹ جاتا ہے۔ عین ایسے وقت جبکہ وہ اپنے باپ کی جانب سے ذبح و قربانی کیا جانے والا ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ ایک دنبہ بھیج دیا جس کی قربانی ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل (علیہ السلام) دونوں اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں کامیاب ثابت ہوئے اس لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، یعنی اللہ کی چنی ہوئی قربانی۔ جب بی بی ہاجرہ کو اطلاع دی گئی کہ ان کے بیٹے کو عنقریب قربان کیا جانے والا ہے تو بی بی ہاجرہ نے کہا اگر میرے مزید کئی بیٹے ہوتے تو بھی میں ان سب کو خوشی سے خدا کی راہ میں قربان کر دیتی۔

یہ واقعہ تقریباً چار ہزار سال قبل ہوا تھا اور اسی تاریخ کو ہم بحیثیت مسلمان ہر سال مکہ معظمہ کا سفر کر کے ۹/ ذوالحجہ کو میدان عرفات میں حج ادا کرتے ہیں اور ۱۰/ ذوالحجہ کو منیٰ میں قربانی کرتے ہیں جو گذشتہ چار ہزار سال سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے سنتِ ابراہیمی کے طور پر جاری ہے۔ چونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی حج اور قربانی کا یہ عمل خود ادا کیا اور آپ نے اپنی امت کو اس کی تلقین کی اس لئے قیامت تک غلامانِ مصطفیٰ حج اور قربانی کا عمل حسب استطاعت ادا کرتے رہیں گے۔ اس طرح سنت ابراہیمی کے یہ برکات اب سنتِ مصطفوی ﷺ کی صورت میں اہل اسلام میں جاری و ساری ہے۔

☆☆☆

بچوں کا معارف

نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد

ترتیب و پیشکش: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

پیارے بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج ہم اس گفتگو میں تمہیں اپنے نبی پاک ﷺ کے آباؤ اجداد کے متعلق مختصراً کچھ بتائیں گے تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نسب و نسل کے اعتبار سے بھی تمام انسانوں پر برتری عطا فرمائی ہے۔

پیارے بچو! جیسا کہ تمہیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے پیغمبر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور سب سے آخری لیکن ساری کائنات میں سب سے بزرگ و برتر رسولِ پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آدم علیہ السلام اور ہمارے رسول مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طویل درمیانی زمانے میں دنیا کے اندر مختلف مقامات کیلئے ہر دور میں بے شمار پیغمبرانِ عظام علیہم السلام کی تشریف آوری ہوتی رہی۔

جب حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنے معصوم شیر خوار صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ مکۃ المکرّمہ ہجرت فرمائی۔ اس وقت یہ جگہ ویران و بیابان ریگستان تھا نہ یہاں پانی تھا، نہ کوئی آبادی تھی، حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنی زوجہ محترمہ اور شیر خوار بچے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہاں بسایا۔ پیاس کی شدت سے شیر خوار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے پاؤں کو زمین پر مارا تو آپ کی ٹھوکروں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے صاف و شفاف پانی کا چشمہ جاری فرمادیا جس کو آج دنیا آبِ زم زم کے نام سے یاد کرتی ہے۔

بعد میں یہاں حضرت ابراھیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانۂ کعبہ شریف کی وہ عمارت جو طوفانِ نوح میں ڈھئے کر فنا ہو چکی تھی از سرِ نو تعمیر فرمائی اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حج کیلئے کعبۂ معظمہ کیطرف بلایا۔ اس طرح دنیا کی سب سے پہلی مسجد، مسجدِ حرام (کعبہ کی مسجد) ہے۔ اسمٰعیل علیہ السلام سے یہاں جو اولاد چلی وہ قریش کہلائی، جو عرب کا سب سے بزرگ قبیلہ ہے، قریش کا قبیلہ بارہ شاخوں پر مشتمل ہے۔ اس میں سب سے اہم شاخ، عبد مناف کی ہے جو چار خاندانوں کو گھیرے ہوئے ہے اس خاندان میں سب سے بڑا اور سب سے معزز خاندان بنو ہاشم کا خاندان ہے۔ ہمارے آقا و مولا سیدِ عالم ﷺ عرب کے اسی معزز قبیلہ قریش کی شاخ بنو ہاشم میں پیدا ہوئے۔

مَوْلَایَا صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ

جدِّ امجد (دادا) کا نام حضرت عبدالمطلب، والد ماجد کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہ ہے۔ آپکے والدین کریمین کو آپ ﷺ پر ایمان لانے کا شرف حاصل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے انہیں زندہ فرما کر کلمہ پڑھا دیا تھا۔ آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بن عبداللہ بن مطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصیٰ بن کلاب بن مُرّۃ بن کعب بن لُوی بن غالِب بن فِہر بن مَالِک بن نَضر بن کَنانۃ بن خُزیمۃ بن مُدرِکۃ بن اِلیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان اس طرح یہ سلسلہ ۴۸ ویں پشت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک پہنچتا ہے (شجرۂ مبارکہ ملخص و ماخوذ از ''خاندان نبوت'' مؤلفہ حاجی محمد ادریس بھوجیانی، ص ۴۱ تا ۵۶، ناشر مکتبۂ رحمانیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ۱۹۸۵ء)

اسلامک سینٹر، دیناجپور (بنگلہ دیش)

﴿جدید خطوط پر نونہالانِ اہلسنّت بنگلہ دیش کیلئے یونیورسٹی کی سطح تک اعلیٰ اسلامی تعلیم کا عظیم منصوبہ﴾

بقلم: علیم احمد (خصوصی رپورٹر "معارف رضا" دیناجپور، بنگلہ دیش)

سالِ نو ۲۰۰۴ء مسلمانانِ بنگلہ دیش کیلئے ایک امید و مسرت کی ایک نئی نوید لے کر آیا۔ جب ۸ / جنوری ۲۰۰۴ء کو شمالی مغربی بنگلہ دیش (سابق مشرقی پاکستان) کے شہر دیناجپور میں اسلامک سینٹر کے عظیم منصوبہ کا افتتاح بدستِ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب زید مجدہٗ، (صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی پاکستان) ہوا۔ اسلامک سینٹر کے بانی فاضل اور صالح نوجوان ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری اختر القادری ابن مولانا حافظ سید شمس الھدیٰ (شہید)، حفظہ اللہ الباری ہیں جو سیدنا نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کی نسل پاک سے ہیں۔ محترم ڈاکٹر ارشاد بخاری صاحب نے آج سے ۴/ سال قبل ۲۱/ فروری ۲۰۰۰ء میں دیناجپور کے مضافات نیو ٹاؤن کے قریب ایک پر فضا مقام میں تقریباً ۶/ ہزار، مربع گز قطعۂ زمین پر اس عظیم مرکز کی بنیاد رکھی۔ اہم بات یہ ہے کہ قطعۂ زمین کی خریداری سے لیکر تا حال تعمیر شدہ عمارات کے تمام اخراجات جناب ڈاکٹر بخاری صاحب نے اپنی جیبِ خاص سے ادا کیئے ہیں۔ اسلامک سینٹر کا پروجیکٹ مندرجہ ذیل شعبوں پر مشتمل ہے:

(۱) مدرسہ تحفیظ القرآن، (۲) دارالایتام،

(۳) مکمل درس نظامی کورس مع جدید نصابِ تعلیم،

(۴) مدرسۂ عالیہ (کامل)

(۵) ٹریننگ اکیڈیمی فاضل ایم.اے واسلامیات، عربی، (شش ماہی اسلامک ڈپلومہ کورس اور تقابل ادیان)

(۶) الدعوۃ کورس مع انگلش اور فرنچ لینگو یج کورس (برائے مبلغین اسلام)

(۷) اسلامک ریسرچ سینٹر (شعبہ تحقیق وتصنیف وتالیف)

(۸) کمپیوٹر/الیکٹرانک انفارمیشن کورس

(۹) بلا معاوضہ علاج کا ہسپتال،

(۱۰) شعبۂ سوشل ویلفیئر سروس،

(۱۱) مستقبل میں اسلامک یونیورسٹی برائے طلباء وطالبات (علیحدہ علیحدہ)

(۱۲) ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (بنگلہ دیش)

اس وقت اسلامک سینٹر کے تحت تین تنظیمیں کام کررہی ہیں:

(۱) غوثیہ اسلامک مشن،

(۲) وُومن اسلامک مشن بنگلہ دیش،

فی الحال ملکِ بنگلہ دیش میں مسلم خواتین کی یہ سب سے بڑی تنظیم ہے اب تک پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) سے زیادہ خواتین اسکی رکن بن چکی ہیں)

(۳) چھتر و اسلامک مشن (اسلامی طلباء مشن)

یہ تنظیمیں گذشتہ ۴/ برسوں سے مندرجہ ذیل پروگرام پابندی سے منعقد کررہی ہیں:

(۱) اسلامک سینٹر کی چہار دیواری میں خواتین کا ہفتہ وار اور ماہانہ درسِ

قرآن اور درسِ حدیث،

(۲) عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اسلامک سینٹر میں بنگلہ دیش کا سب سے بڑا اجتماع جس میں تقریباً تیس پینتیس ہزار خواتین شریک ہوتی ہیں۔

(۳) دیناجپور کی شاہراہوں پر مختلف علاقوں میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بارہ روزہ میلاد النبی کا اجتماع جس میں لاکھوں افراد شریک ہوتے ہیں،

(۴) امام اعظم رضی اللہ عنہ کے یوم وصال پر امام اعظم کانفرنس کا انعقاد،

(۵) ماہِ محرم الحرام میں ۱۰ روزہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کانفرنس،

(۶) ۲ رمضان المبارک کو یوم وصالِ سیدتنا خاتون جنّت، فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا (برائے خواتین) اسلامی سینٹر کی چہار دیواری کے اندر (واضح ہو کہ دُومن اسلامک مشن کی بنیاد بھی آج سے چار سال قبل اسی مبارک دن رکھی گئی تھی)

اسلامک سینٹر کی افتتاحی تقریب میں شرکت کیلئے محترم المقام صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی، حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری دامت برکاتہم العالیہ کی خصوصی دعوت پر ۵ر جنوری ۲۰۰۴ء کو بذریعہ پی آئی اے مقامی وقت کے اعتبار سے شام ساڑھے سات بجے ڈھاکہ ایئر پورٹ پہنچے، جہاں راقم نے ان کا استقبال کیا اور بذریعہ بس رات ۹ ر بجے وہاں سے روانہ ہو کر صبح تقریباً ساڑھے تین بجے دیناجپور اپنی قیام گاہ پہنچے۔

دیگر غیر ملکی مہمان گرامی جو اس موقع پر مدعو تھے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت الحاج محمد رفیق برکاتی صاحب (دوبئی)

(۲) حضرت علامہ ڈاکٹر محمد رضوان مدنی ابن علامہ مولانا فضل الرحمٰن مدنی ابن قطب مدینہ علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی (علیہم الرحمۃ) (مدینہ یونیورسٹی)

(۳) حضرت مولانا شیخ آصف علی چشتی سجادہ نشین، درگاہِ عالیہ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ، اجمیر شریف (ہندوستان)

ان کے علاوہ چاٹگام سے درج ذیل جیّد علماء کو بھی خصوصی دعوتِ شرکت تھی:

(۱) امام اہلسنّت بنگلہ دیش حضرت علامہ قاضی سید نورالاسلام ہاشمی مدظلہ العالی

(۲) حضرت علامہ مفتی قاضی سید امین الاسلام ہاشمی حفظہ اللہ الباری

(۳) حضرت مولانا عبدالمنان زید مجدہٗ (مترجم، کنزالایمان بنگالی)

(۴) حضرت مولانا مفتی قاضی سید شاہد الرحمٰن ہاشمی مدظلہ العالی ابن علامہ مفتی امین الاسلام ہاشمی

(۵) حضرت مولانا نظام الدین زید عنایتہٗ استاذ الحدیث جامعہ سنیہ طیبیہ فاضلیہ، ہالی شہر، چٹاگانگ۔

(۶) محترم حاجی محمد علی بھٹو صاحب (تاجر) مولوی بازار، ڈھاکہ

مقامی حضرات میں درجِ ذیل معززین شہر قابل ذکر ہیں:

(۱) محترم فاضل جج، جناب اے.کے.ایم، انور حسین صاحب سینئر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج، دیناجپور

(۲) حضرت علامہ مولانا محمد مقصود احمد صاحب

(۳) محترم سید مصدق حسین لابو صاحب چیئر مین دیناجپور پوروشبھا (دیناجپور یونین کاؤنسل)

جس دن ۸ر جنوری ۲۰۰۴ء کو اسلامی سینٹر کا افتتاح ہونا تھا اس روز تین عجیب اتفاقات ہوئے، ایک تو یہ کہ وہ دن اب تک گزرے ہوئے سردی کے موسم کا سرد ترین دن تھا، رات ہی سے، کُہر، یعنی سخت دھند،

بادل اور دارجلنگ کی شدید سرد اور برفانی ہواؤں کے جھکڑ چل رہے تھے، دوسرے یہ کہ اس محفل کے جو دولہا تھا یعنی حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری مدظلہ العالی، جو چٹا گانگ اور دوبئی کے مہمان گرامی کے استقبال اور ان کو بذریعہ جہاز سید پور تک لانے کے لئے بنفسِ نفیس ڈھاکہ تشریف لے گئے تھے، وہ افتتاحی جلسہ میں خود شریک نہ ہو سکے، اسلئے کہ موسم کی خرابی کی بناء پر جہاز سید پور سے راجشاھی چلا گیا اور واپس ڈھاکہ لوٹ گیا، تیسرے یہ کہ الحاج محمد رفیق برکاتی صاحب اور علامہ مولانا ڈاکٹر محمد رضوان مدنی صاحب بعض ناگزیر حالات کی بناء پر عین وقت پر اپنی فلائٹ کینسل کرانے پر مجبور ہوگئے، جس کیلئے حاجی رفیق برکاتی صاحب نے متعدد بار اسلامک سینٹر فون کر کے معذرت کی۔

چنانچہ چٹا گانگ سے جو علمائے کرام آنے والے تھے وہ بذریعہ جہاز ڈھاکہ سے اپنے شہر واپس تشریف لے گئے اور علامہ بخاری صاحب بذریعہ بس ۸/جنوری کو شب ۳/ بجے گھر واپس تشریف لے آئے۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ رہی، بلکہ یہ علامہ بخاری کے اخلاص اور ان کے مشن کی سچائی کی کرامت تھی کہ اگر چہ ان کی غیر موجودگی سب نے محسوس کی لیکن باوجود شدید سردی کے اسلامک سینٹر کا عظیم الشان ہال جسے کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر سیدنا امام اعظم کے نام سے معنون کیا گیا تھا اور جس میں تقریباً پانچ ہزار سے زیادہ افراد کے بیٹھنے کی جگہ ہے، گیارہ بجے دن سے دیناجپور اور اردگرد کے قصبوں اور شہروں سے آئے ہوئے افراد سے بھرنا شرو ہوگیا۔ دو ہزار سے زیادہ مرد اور خواتین (خواتین کا علیحدہ باپردہ انتظام تھا) تھرتھراتی سردی میں مغرب کی نماز کے وقت تک جلسہ گاہ میں بیٹھے مہمان مقررین کی تقاریر نظم وضبط اور صبر وسکون سے سنتے رہے۔ اور جلسہ بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ اسلامک سینٹر کے مرد اور خواتین کارکنان نے بس حسن وخوبی اور انتظامی صلاحیت کا مظاہرہ کیا اس کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ علامہ ڈاکٹر بخاری صاحب نے نہ صرف یہ کہ ان کی تربیت اچھی کی ہے بلکہ ان میں خدمتِ اسلام اور مسلکِ حقہ اہلسنّت و جماعت سے والہانہ لگاؤ کا ایک ایسا جذبہ پیدا کر دیا کہ وہ دین ومسلک کی اشاعت کی خاطر اپنے شب وروز نثار کرنے پر ہمہ وقت تیار نظر آتے ہیں۔ جبکہ دیناجپور کا ماحول یہ ہے کہ پورے ضلع میں ۱۲۲/مساجد میں سے مشکل سے ۲-۳ مساجد اہلسنّت کی ہیں باقی تمام پر بدمذہب یالا مذہب قابض ہیں، اس کے علاوہ اہلسنّت کا کوئی بھی مدرسہ نہ شہر اور اس کے اطراف میں دور دور تک ہے جبکہ مخالفین اہلسنّت کے دو بڑے مدارس شہر میں اور متعدد اس کے اطراف میں ہیں، ان کے سبب اللہ عزوجل اور اس کے رسول مکرم واکرم ﷺ کے بارے میں نہایت مخالفانہ بلکہ باغیانہ عقائد کی تبلیغ ہو رہی ہے، حتیٰ کے یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجسیم کے قائل ہیں اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کی تکفیر کرتے ہیں، بنگلہ دیش میں دیوبندی مکتبۂ فکر کے زیادہ تر مدارس اسی عقیدے کی تشہیر وتبلیغ کر رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

(واضح ہو کہ غیر مقلدین یا اہل حدیث کو بنگلہ دیش میں لا مذہب کہا جاتا ہے) سنی حنفی عقائد کی ترویج واشاعت اور اہلسنّت کے نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کیلئے اسلامی سینٹر کا قیام ایک عظیم اور جرأتمندانہ پیش رفت ہے۔ اس کا قیام بنگلہ دیش کے اہل ثروت حضرات کے لئے بھی ایک دعوت عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ بطفیل سرکار دو عالم ﷺ حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری حفظہ اللہ الباری کو ان کے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے اور اسلامک سینٹر کیلئے وسائل اور مخلص اساتذۂ کرام کی ٹیم عطا فرمائے۔ (آمین)

مرتب: علامہ سید آل حسنین میاں قادری برکاتی*

معارف اسلام
(اسلامی معلومات کا خزانہ)

آنکھوں کا تارا نام محمد ﷺ

﴿۱۰۵﴾ حضور اکرم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے کچھ گائیں ذبح کی جارہی ہیں اور دیکھا کہ آپ کی تلوار ٹوٹ گئی ہے۔ مگر بعد میں پہلے سے بہتر ہوگئی ہے۔ آپ کے خواب کی تعبیر کی صورت میں بدر کی غنیمت میں ذوالفقار ملی جو منبہ ابن حجاج سہمی کی تلوار تھی۔ حضور انور ﷺ نے یہ تلوار اپنے لیے پسند فرمالی اور غزوہ خندق میں مولا علی کرم اللہ وجہہ کو بخش دی چونکہ اس کے مختلف پرت تھے اس لئے اسے ذوالفقار یعنی جوڑ اور پرت والی تلوار کہتے ہیں۔

﴿۱۰۶﴾ حضور انور ﷺ کا قرین یعنی ساتھ رہنے والا شیطان مسلمان ہوگیا تھا۔

﴿۱۰۷﴾ بعض علماء کہتے ہیں کہ تمام دنیا کے پانیوں سے زم زم افضل ہے مگر زم زم سے بھی افضل وہ پانی ہے جو ایک موقع پر حضور ﷺ کی انگلیوں سے جاری ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے زم زم تو ایک نبی کی تلوار سے جاری ہوا تھا اور یہ پانی سید المرسلین ﷺ کی مبارک انگلیوں سے نکلا تھا۔

﴿۱۰۸﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری نصرت پُروا ہوا کے ذریعہ کی گئی ہے اور قومِ عاد پچھوا ہوا سے ہلاک ہوئی۔

﴿۱۰۹﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو ہانڈی کی تہہ کی چیز یعنی کھرچن نہایت مرغوب تھی۔

﴿۱۱۰﴾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کچی پیاس کھانے سے منع فرمایا ہے البتہ پختہ پیاز کی اجازت دی ہے۔

﴿۱۱۱﴾ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لہسن کے بارے میں دریافت کیا گیا، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو آخری کھانا کھایا اس میں پختہ لہسن پڑا ہوا تھا۔

﴿۱۱۲﴾ سرورِ عالم ﷺ کھجور اور مکھن کو نہایت مرغوب رکھتے تھے

﴿۱۱۳﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے کھانوں کا سردار نمک ہے۔

﴿۱۱۴﴾ نبی امّی ﷺ سے فارسی کے سات الفاظ مروی ہیں:

(۱) ایک مرتبہ انگور کا طباق لایا گیا اتفاقاً صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اَلْعِنَبُ دُو دُو یعنی دو دو انگور تقسیم کیئے جائیں۔

(۲) رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ فرشتوں نے لوط علیہ السلام کی قوم کو کس چیز سے رجم کیا تھا۔ فرمایا! بسنگ و کلوخ یعنی پتھروں اور ڈھیلوں سے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ کے جبہ پر جوں دیکھی تو فرمایا! یا معاویه هٰذا سپش اے معاویہ

*(سجادہ نشین: آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ، نوریہ، مارہرہ مطہرہ، انڈیا)

یہ جوں ہے۔

(۴) جنگ اُحد میں آنحضرت ﷺ لوگوں میں خلط ملط ہوگئے یہاں تک کہ صحابہ حاضر آئے اور چند اونٹ ساتھ لائے تا کہ آپ ایک پر سوار ہو جائیں، فرمایا! ھٰذا شتر یہ اونٹ ہے۔

(۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں تازہ سیب تھا۔ مذاق میں کہنے لگیں یہ سیب کیسے دوں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! مرا بدہ یعنی مجھی دو۔

(۶) ایک روز علی الصباح رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے ۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آواز دی کہ من علی الباب یعنی دروازے پر کون ہے؟ فرمایا منم محمد یعنی میں ہوں محمد (ﷺ)۔

(۷) مشرکوں نے دریافت کیا کہ اللہ ایک ہے یا دو۔ ارشاد فرمایا! اویکی ست یعنی اللہ ایک ہے۔

﴿۱۱۴﴾ صلصائیل ایک فرشتہ ہے جس کے تین بازو ہیں ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک روضہ انور پر۔ وہ اس لئے کہ کوئی بندہ درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس درود کو نور کی روشنائی سے نور کے کاغذ پر لکھو اور ہمیں پیش کرو۔ قیامت میں ہم اس کاغذ کو میزان میں رکھیں گے تا کہ وہ جنتی ہو جائے۔

﴿۱۱۵﴾ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ امّی (بے پڑھے) تھے یعنی بظاہر لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ مگر اپنے ان علوم لدنّی کثیرہ کے باعث جو آپ کے باطن میں جگمگاتے رہتے تھے، ایک بار آپ نے کاتب سے کہا کہ دوات میں عمدہ روشنائی ڈال قلم کو قدرے ترچھا رکھ، بسم اللہ کی بے کو نمایاں لکھ، سین کے شوشے ظاہر کر اسم اللہ زیبائی سے لکھ، میم کو جوف دار رکھا سے اندھا مت لکھ۔

﴿۱۱۶﴾ لغتِ عرب میں وحی کے معنی ہیں اشارہ کرنا، لکھنا، پیغام دینا، دل میں ڈالنا، چھپا کر بولنا اور دوسرے کے خیال میں اپنا خیال ڈالنا۔ لیکن اہلِ لغت کہتے ہیں کہ اس لفظ کے اصل معنیٰ ہیں دوسروں سے چھپا کر کسی سے چپکے چپکے بات کرنا قرآن مجید میں یہ لفظ اپنے اصل مفہوم کے اندر تین معنیٰ میں آیا ہے:

(۱) فطری حکم؛ جیسے ''تیرے پروردگار نے شہد کی مکھیوں کو وحی کیا اور اس لئے کہ تیرے پروردگار نے زمین کو وحی کیا''۔

(۲) دل میں بات ڈالنا؛ جیسے ''اور جب میں نے حواریوں کو حکم کیا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کیا کہ اس بچے کو دودھ پلاؤ''۔

(۳) چپکے چپکے بات کرنا؛ جیسے ''یہ ایک دوسرے کو چکنی چپڑی بات وحی کرتے ہیں اور یہ شیطان لوگ اپنے دوستوں کو وحی کرتے ہیں''۔

☆☆☆

کتبِ نو

﴿تعارف وتبصرہ: محمد جمیل احمد قادری﴾

نام کتاب......صلوٰۃ الرسول (یعنی الامام الانبیاء کی نماز)

مصنف......سید محمد سعید الحسن شاہ

صفحات......427

ناشر......مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے، فیصل آباد، پاکستان

''صلوٰۃ الرسول'' مصنف محقق علامہ مولانا سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب کی مسائلِ صلوٰۃ پر سنی حنفی طریقے کے مطابق ایک جامع مکمل محققانہ تصنیف ہے۔

فاضل ممدوح نے یہ کتاب لکھ کر حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ:

صلُّوا کَمَا رَأَیْتُمُونِی اُصَلِّی

''نماز اس طرح ادا کرو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو''

کی صحیح تشریح وتصویر پیش کی۔ مصنف نے کتاب کا نام لفظ صلوٰۃ سے شروع کر کے صرف فرض نماز پڑھنے کا طریقہ ہی نہیں بتایا بلکہ صلوٰۃ کے معنی سے (خواہ سجودی ہو یا غیر سجودی) تمام نمازوں کا احادیث کی روشنی میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

فاضل مصنف نے اکثر ان احادیث کا ذکر کیا ہے جو صحابہ، تابعین اور ائمۂ دین کے دائرۂ عمل میں آتی ہیں۔ اس پر احناف کے واضح دلائل ہیں۔

نماز کے متعلق جتنے بھی مسائل اختلاف فیہ یا غیرِ اختلاف فیہ ہیں۔ وضو، تیمم، اوقاتِ صلوٰۃ اور نماز پڑھنے کا طریقہ وغیرہ کے علاوہ نمازِ جمعہ نمازِ عیدین، نمازِ جنازہ اور دیگر اوقات کے نوافل اس کتاب میں احادیث کے حوالوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اگر کوئی ان مذکورہ مسائل پر حدیث کا حوالہ دیکھنا چاہتا ہو تو شاہ صاحب کی یہ کتاب اس کیلئے کافی ہے۔

مصنف موصوف اس کتاب کے مقدمہ میں اس طرح رقمطراز ہیں:

''اس کتاب کے لکھنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ یہ جو مکّار قسم کے غیر مقلد سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ تم غلط نماز پڑھتے ہو یہ قبول نہیں ہوتی۔ اس کا مداوا کرنا ہے۔ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضروری تھا کہ ہر حنفی مسلمان کو پتہ چلے کہ الحمدللہ ہم اہلسنّت جو نماز پڑھتے ہیں وہ عین سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہے اور اپنے مخالف کو ہر عملِ نماز پر قرآن وحدیث سے دلیل پیش کر سکے''۔

اس کتاب کے علاوہ مصنف نے مندرجہ ذیل رسائل لکھ کر ادارۂ حزب الاسلام، چندیا تلاواں، فیصل آباد سے شائع کیئے ہیں

(۱) اتحادِ امّت (۲) دعوتِ انصاف وعمل

(۳) اہلِ ایمان کے خلاف ایک خطرناک گھناؤنی سازش کا انکشاف

(۴) فضائلِ درود وسلام (۵) علامتِ قیامت اور امام مہدی

(۶) انجامِ گلستان (۷) انسان درندہ کیوں؟

☆☆☆

دور و نزدیک سے

۱۸ر جنوری ۲۰۰۴ء کو علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کے چالیسویں کی محفل میں انگلستان اور ہندوستان سے چند علماء بھی شرکت کیلئے تشریف لائے تھے۔ صدر ادارہ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب کی دعوت پر حضرت علامہ مولانا قمر الزماں اعظمی مدظلہ العالی۔ سیکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن مانچسٹر (یو۔کے)، علامہ ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم صاحب زید مجدہ ریڈر شعبۂ علوم اسلامیہ ہمدرد یونیورسٹی، نئی دہلی (انڈیا) اور علامہ مولانا معین الحق علیمی زید عنایۃً پرنسپل جامعہ علمیہ، جمداشاہی ضلع بستی، یو۔پی (انڈیا) ادارہ کے دفتر میں تشریف لائے۔ ادارہ کے جنرل سیکریٹری محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے انہیں مختصراً ادارے کے اغراض و مقاصد اور اس کی گذشتہ ۲۴ رسالہ کارکردگی کے متعلق آگاہ کیا۔ علامہ اعظمی اور علامہ ڈاکٹر انجم صاحبان نے ادارے کے متعلق جن تحریری تاثرات کا اظہار فرمایا وہ قارئین کرام کی نذر ہے:

تاثرات: علامہ محمد قمرالزماں اعظمی صاحب

﴿سیکریٹری جنرل: ورلڈ اسلامک مشن، یو۔کے﴾

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان کے تفصیلی مشاہدے اور مطالعے کا موقعہ ملا یہ جان کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تالیفات حیات اور خدمات پر اس عظیم ادارے نے مثالی کام کیا ہے۔ اس ادارے کے تعاون سے برصغیر ہندو پاک اور افریقہ و امریکہ کی یونیورسٹیوں سے ۱۳ر افراد نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر پی۔ایچ۔ڈی مکمل کرلی ہے اور ۱۸ر افراد مرحلۂ تکمیل ہیں۔ یونہی کم و بیش دو درجن افراد ایم فل کرر ہے ہیں۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اتنا عظیم کارنامہ کسی اور ادارے نے انجام نہیں دیا ہے۔

کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات میں امام احمد رضا کی متعدد تصانیف داخل نصاب، اس ادارے کی سرپرست ماہر رضویات جناب ڈاکٹر مسعود احمد صاحب فرمار ہے ہیں ان کی ذات اس ادرے کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس عظیم تصنیفی تالیفی اور تحقیقی ادارے نے اس مختصر سی مدت میں علمی دنیا میں اپنا ایک اہم مقام پیدا کرلیا ہے اور اہلسنت کے ارباب تحقیق کے نزدیک ایک مقام اعتبار حاصل کرلیا ہے میں دعا گو ہوں کہ پروردگار عالم اس ادارے کو مزید ترقیوں سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

تاثرات: ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم

﴿ریڈر شعبہ علوم اسلامیہ، ہمدرد یونیورسٹی، ہمدرد نگر، نئی دہلی ۶۲﴾

قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس چہلم میں شرکت کی غرض سے پاکستان حاضری ہوئی، آج بتاریخ ۲۰ر جنوری ۲۰۰۴ء کو ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا میں حاضری ہوئی ۱۹۹۱ء میں جب پہلی بار حاضری ہوئی تھی اس وقت سے اب تک اس ادارہ میں نمایاں تبدیلی دیکھنے میں آئی کتابیں، رسائل، مخطوطات اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ پر تحقیقی مسودات دیکھنے کو ملے، یہ جان کر مسرت ہوئی کہ دنیا بھر میں جہاں جہاں ان کی ذات اور کارناموں پر ریسرچ و تحقیق کا سلسلہ جاری ہے یہ ادارہ ان کی تحقیقی رہنمائی بحسن و خوبی انجام دے رہا ہے۔ امام احمد رضا کے کارناموں کی نشر و اشاعت کے تعلق سے جتنے ادارے دنیا بھر میں کام کرر ہے ہیں ان میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی اپنی نمایاں حیثیت و اہمیت ہے دوسرے اداروں کو بھی اس ادارہ کی خدمات اور کاوشوں کو پیش نظر رکھنی چاہیے۔ اس ادارہ کے ابعاد ثلثہ حضرت علامہ پروفیسر مسعود احمد صاحب، حضرت مولانا سید وجاہت رسول قادری صاحب اور پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو صحت و سلامتی کے عمر خضر عطا فرمائے کہ جس اخلاص کے ساتھ کام کرر ہے ہیں اس سے مستقبل میں بہتر نتیجہ کی امید کی جاسکتی ہے۔